بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۳۸ | دار الامان قادیان ۲۴ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء | جلد ۵

حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی
کی
سائیں مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کے
متعلق
ایک پیشگوئی کا پورا ہونا

از حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی
ایدہ اللہ

شعر

بگلاے قوم نشا نہاے خدا و نمر قدیر
چشم بکشا کہ بر چشم نشا نیست بگیر

۱۹ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء کے اخبار عام میں ایک امرتسری نے میری چٹھی پر جو ۱۰ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء کے الحکم میں شائع ہوئی تھی چند اعتراض کئے ہیں۔ میں افسوس کرتا ہوں کہ معترض نے توقع کے خلاف میرا صاف اور واضح امور کو بھی اعتراض اور نکتہ چینی کا تختہ مشق دیکھا مجھ کو کامل توقع تھا کہ اب بیاہ خس و خاشاک اور ہر قسم کی رکاوٹوں سے پاک ہو گئی تھی اور راہ چلنے والوں کو غرض و غایت تک پہنچنے کیلئے کافی روشنی اور بدرقہ مل گیا ہے۔ مگر اس معترض نے ثابت کر دیا ہے کہ بیدار گرخردہ گیری کیلئے اس وقت تک جو لگاؤ باقی ہے۔ کاش! ایک اطمینان طلب جویائے حق کی بچنگی ہوتی! جسکی کارروائی صاف راہ نمائی کرتی کہ اسکے نزدیک میں ایک معرض بحث اور متنازع فیہ امر کی نسبت نرمی توضیح کیلئے کوشش کیگئی ہے اور ایک پاک مگر نادر حقیقت دل آمادہ ہے کہ کسیطرح یہ الجھن سمجھنے میں آجائے۔ مگر ہمارے امرتسری دوست معترض کے کمزور اور غیر موزوں اعتراضوں سے صاف ہوا ہر گز

کہ بیجا تعصب کی موٹی دیواریں اٹھنے آگے حائل کر دی ہیں جو انھیں مجاز کی خوبصورت روشنی کو دیکھنے نہیں دیتیں۔

اصل واقعہ جو کئی دفعہ اسی قابل قدر پرچہ میں شائع ہو چکا ہے نہایت صاف ہے اور وہ یوں ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے پیر مہر علی شاہ صاحب کو دعوت کی تھی کہ میں اور آپ عربی زبان میں نہایت درجہ کے فصیح بلیغ عبارت میں قرآن کریم کی تفسیر لکھیں اور اس تفسیر میں وہ حقائق و معارف اور نکات و دقائق ہوں جو اگلی تفسیر وں میں مذکور نہ ہوں اور ان سے کتاب اللہ کی فوق العادۃ عظمت اور جلال ظاہر ہو۔ یہی تحسیں اور آپ میں فیصلہ کن معیار ہوگا کہ خدا تعالیٰ کے دربار عالی میں کسے برگزیدہ فرمایا ہوا یا رکھو اسلئے کہ خدا تعالیٰ کی کتاب جلیل نے یہ بلند دعویٰ کیا ہے کہ لَا یَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ یعنی قرآن کریم کے حقائق و معارف کے بیان کرنے پر

(ہم شیعوں سے خطاب [illegible] عقیدہ کی حقیقت)

قوموں کے عقائد میں ملتے ہیں۔ یہ موذی مرض ان لوگوں میں پھیلا جنھوں نے اپنا نام شیعۂ علی رکھا وہ اسی جہل بصفات اللہ کے سبب اسوقت بھی چلاتے تھے اور اب تک چلا رہے ہیں کہ خلیفہ بلا فصل علی رضی اللہ عنہ تھے۔ خدا تعالیٰ عرش پر پہلے ارادہ کر چکا تھا۔ لوح محفوظ پر لکھ چکا تھا۔ اور فرشتے بھی جان چکے تھے۔ اور جبریل بارہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وصیت کر چکا تھا۔ اور سربمہر صحیفہ بھی آپکو سپرد کر چکا تھا اور آپ بھی مشت بچھا بچھا کر امت کو وصیت کر چکے تھے۔ اور مختلف موقعوں پر کھول کھول کر یہ تبلیغ کر دی تھی کہ حضرت علی بعد آپ کے خلیفہ بلا فصل ہونگے مگر سارا تار و پود ٹوٹ گیا اور اتفاق سے حضرت ابوبکر صدیق خلیفۂ بلا فصل ہو گئے۔ اسلئے کہ مہاجرین کی کثرت اور انصار کی عظیم جماعت اُنکی طرف ہو گئی اور حضرت علی ایک کس مپرسی کیطرح متروک ہو گئے۔ اس عقیدہ میں کسقدر خرابیاں نکلتی ہیں گویا خدا تعالیٰ کچھ بھی نہیں اور اُسکی مرضی کوئی شئے نہیں اور پھر اور نتیجہ یہ ہے کہ زندہ انسانی ہی قوت اور سلطنت جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کو یہ قدرت نہیں کہ متعدد حکم اور مصالح کی بنا پر ہر زمانہ میں اور ہر آن میں اُن حکمتوں اور مصلحتوں کیموافق نئے نئے تغیرات پیدا کرتا اور قانون قدرت کو کسطرح اپنی قاہر مشیت کیوجہ کھینچتا رہے سا [illegible] برگزیدہ [illegible] ایک مامور کی حجت پوری کرنیکے بعد پیشگوئیوں اور وعدوں کیموافق اسکے دشمنوں کے استیصال کیلئے پہاڑ و نکو اُن پر گرا دے خونخوار سمندر و نکو اُن کی قبریں بنا دے ان کے نام ونشان تیز آندھیوں سے مٹا دے۔ انھیں آتشیں تلواروں اور بانوں کی آگ سے بھسم کر دے۔ اور اُن برگزیدوں کی جماعتوں کو وعدہ کیموافق اس عالم میں جنت تجری من تحتہا الانہار کے وارث بنائے بعد اسکے کہ دو کمزور اور ننگے بھوکے اور ریگستان کی آتشیں لووں سے دکھ اٹھاتے ہوں۔ علیگڈھ کالج کے بانی نے بھی اسی عقیدے سے متاثر ہو کر اور یورپ اور حال کے نیچریوں دہریوں کی چال پکڑ کر اپنی تفسیر میں لکھا کہ قوموں کی تباہی قدرتی اسباب سے گناہوں کی سزا اور انکا نتیجہ نہ تھی۔ بہار شکوزلزلہ آیا اور وہ قوم اسکے نیچے اتفاقاً دب گئی۔ فرعون اور اسکا لشکر اتفاقات سے سمندر میں ڈوب گیا اور ان سب عذابوں کو جو خدا تعالیٰ کے وعدوں اور پیشگوئیوں کیموافق انکے ارادوں سے ناپاک اور سرکش قوموں پر واقع ہوئے قانون قدرت کی اپنی ذاتی تحریک سے [illegible]

(سرسید احمد خاں کی غلطی [illegible])

نوح علیہ السلام کا طوفان بھی اتفاقی تھا اور سب ایسے واقعات اتفاقی تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن اتفاق سے بدر اور احزاب اور دیگر غزوات میں واصل جہنم ہوئے۔ ان تباہیوں کیوقت اگر راستباز بھی ہوتے تو وہ بھی اُسی ذلت اور لعنت کا مزہ چکھتے افسوس خدا تعالیٰ کی ہستی کے یگانہ ثبوتوں اور بینہ براہین کے پیدا ہونیکو خدا تعالیٰ کی سنن سے جاہل انسان نے کس قدر اختلاف سے دیکھا ہے اور یہ سب بلا اُسی اسی سبب پیش آئی کہ اُنھوں نے خدا تعالیٰ کے عظیم الشان صفات کے متعلق یورپ کے نیچریلسٹوں اور معتزلہ کے طرز پر دیکھا اور پھر قرآن کریم کی اُن تعلیمات پر یورپ کے فلاسفر وں کے اعتراضوں اور جواب کے عدم قدرت نے اُسے اور بھی اس بدعقیدہ پر مجبور کیا۔ وہ نہ سمجھ سکا کہ کن وجوہ سے طوفانیں مثلاً اور موسیٰ کی نافرمانی میں اور غرق فرعون میں دریا کے اندر اور ثمود اور عاد اور قوم لوط کی گناہوں میں اور ان بستیوں کی تباہی میں رجز اور رجز السماء کو ساتھ کونسا مربوط رشتہ ہے جو علت و معلول کے اندر ہوا کرتا ہے۔ اسی جہالت نے اُسے دعا کی قادرانہ تاثیرات اور خدا تعالیٰ کی یقینی وسائط یعنی ملائکہ کے انکار پر آمادہ کیا تھی بات تو خدا تعالیٰ کی کتاب میں عیاں تھی کہ راستبازوں نے منکروں اور معاندوں کے مقابل پر تحدی پیشگوئیاں کیں وہ اس انکار و استکبار کے سبب خدا تعالیٰ کے آسمانی [illegible] اور ان [illegible] گئے میں وہ شوکت اور سطوت تھی جو کسی معمولی انسانی آواز میں کبھی نہیں ہوئی۔ یہ پیشگوئیاں تمام راستبازوں کی زبانی اپنے وقتوں میں حرفاً حرفاً پوری ہوئیں اسی سنت الٰہیہ کیموافق اس آخری زمانہ میں بھی وہ دیکھ چکا تھا کہ خدا کے مامور و مرسل حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی خدا کے دشمن۔ رسول کے دشمن۔ قرآن کے دشمن۔ قوم اسلام کے دشمن۔ لیکھرام کے متعلق ایک قہری پیشگوئی کی جسکے پُر صولت الفاظ سے خون ٹپکتا تھا اور جنکی شوکت دکھائی تھی کہ وہ خدائے قادر مقتدر قاہر کا کلام تھا۔ ضعیف انسان ایسے ترکیب پر کبھی قادر نہیں ہو سکتا۔ اور اُس کے مضمون دعا کی جواب میں قبول دعا کے نمونہ کیطور پر وہ پیشگوئی اُس کے آگے رکھی گئی تھی اور اسکا پورا ہونا بھی اُسنے اپنی آنکھ سے دیکھ لیا تھا۔ غرض قرآن کریم پایہ باتیں موجود تھیں پھر اس زمانہ میں مجدد دین قرآن کریم نے انھیں زندہ اور تازہ کر دکھایا تاکہ منکروں پر حجت قائم ہو اور اعتزال اور شیعیت اور یورپ کے میٹریلیزم اور دہریت اور نصرانیت کی اصولوں کا استیصال ہو اور خدا کی عزت اور قرآن کی عزت اور قرآن کریم کی

پیشگوئیوں کی عزت دنیا پر ظاہر ہو۔ اور گناہ اور اسکی سزا کی حقیقت دنیا پر آشکار ہو اور ثابت ہو جائے کہ خدا تعالیٰ اب بھی قانون قدرت پر ویسا ہی حکمراں اور متصرف ہے اور ہمیشہ رہیگا جیسا کہ وہ اسکی خلق کے وقت تھا۔ اور اسکے مقدس اور مقتدر ہاتھ کبھی بھی تصریف و تقلیب سے معطل نہیں ہوئے اور نہ ہونگے۔ یہ احسان عظیم بڑا ہے زمانہ میں عالیجناب حضرت امام مہدی مرزا غلام احمد قادیانی نے کیا جبکہ اسلام کو نادان دوست اُسکی یگانہ خوبیوں اور خصوصیتوں پر پانی پھیر چکے تھے۔ اور یوں مسلمانوں میں دہریت اور مادہ پرستی کا خوفناک طاعون پیدا کر چکے تھے

اللّٰھم صل علیٰ محمد وآل محمد

الحاصل گذشتہ نمونے اور موجودہ نمونہ دیکھکر اگر علیگڈھ کالج کے بانیوالے کو پھر بھی الوہیت کا یہ راز سمجھ میں نہیں آیا تھا اور تکبر نے اُسے اجازت نہ دی کہ مرسل اللہ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور خدا تعالیٰ کے راز کو خدا تعالیٰ کے حریم قدس کی بارگاہ ہی میں حل کرواتا تو کم سے کم تفویض الی اللہ ہی کرتا اُس نے ناروا جرأت سے خدا کے کلام کی تحریف اور تاویل کی اور اپنے نزدیک اسلام کیطرف سے جواب دیا مگر درحقیقت اسلام کو جواب دیا۔

اُسی بدعقیدہ اور تعلیم کا اثر ہے کہ ایک شخص کہتا ہے کہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے حضرت مرزا صاحب کو دیکھ لیا۔ اسکے یہ معنے ہوئے کہ ایک شخص کی عظمت اور عزت اگرچہ مصالح الٰہیہ کے خلاف تھی اور خدا تعالیٰ آسمان سے دیکھ چکا تھا کہ اسکی ترقی درحقیقت اسلام اور مسلمانوں کے حق میں خانہ برانداز ہوگی مگر پھر بھی اُس نے ایسا ہونے دیا۔ قانون قدرت میں جکڑا بند ہو جانیکی وجہ سے اسکی مرضی کے خلاف ایسا ہو گیا۔ سوچو اور خوب سوچو کہ یہ اعتقاد خدا تعالیٰ کی ذات مستجمع جمیع صفات کاملہ کے کسقدر خلاف ہے اور کیا درحقیقت ایسی عقیدہ سے دہریت کی بدبو نہیں آتی اور کیا یہ اُن لوگوں کا عقیدہ نہیں جو یہ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ایک فوق سے فوق قوت کا نام ہے مگر عالم کے تغییر و تصریف سے اسکو کوئی سروکار نہیں۔

آج سے پینتیس سال پہلے سے حضرت مرزا صاحب نے خدا تعالیٰ کی ہمکلامی اور مورد الہامات الٰہیہ ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور اسیطرح اپنے الہامات کو تدوین اور مشتہر کیا جسطرح قرآن کریم مدون و مرتب اور مشتہر ہوا۔ پھر خدا تعالیٰ کی وہ باتیں جو اُنکے

اپنے بندہ غلام احمد کے منہ میں ڈالیں اُسی طرح پوری ہوئیں جسطرح اُسکی وہ باتیں آخر کار پوری ہوئیں جو اُس نے اپنے بندہ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے منہ میں ڈالی تھیں۔ جسطرح قرآن کریم کی بکثرت آیتوں کے تحقق اپنے منطوق و مفہوم کے موافق پورے ہو کر اس امر کا قطعی یقینی ثبوت ٹھہرے کہ قرآن خدا کا کلام ہے۔ اسی طرح براہین احمدیہ کے مندرجہ الہامات اپنے منطوق و مفہوم کے مطابق بتدریج صادق نکلکر اسبات کا یقینی قطعی ثبوت ٹھہرے کہ لاریب وہ بھی اسیطرح خدا تعالیٰ کا کلام ہیں۔ یہی ایکبات تھی یعنی قرآن کریم کی زندگی کے نمونے جو مسلمانوں کے جائے فخر تھے اور اسبات کی کمی نے دوسرے مذاہب کو مردہ ہونیکا داغ لگایا تھا مگر افسوس اسی کے نادانوں نے انکار کیا اور اس زندہ ایمان کو اور اُسکے تحقق کو کفر سمجھا۔ خدا اور خدا کا کلام اور وحی۔ اور مکاشفہ غرض تمام لوازم زندگی اس زمانہ میں زمانہ کے عقلا کے نزدیک تمسخر اور مسخرہ ٹھہر چکے تھے۔ اور ان باتوں کو توضیع وسواس اور توہم اور جنون کے مد میں داخل کیا گیا تھا اسلئے کہ کسی کے پاس اس کا زندہ اور قاہر نمونہ نہ تھا۔ اور قانون قدرت کا استقرا مجبور کرتا تھا کہ کسی شے کو نظیر کے بغیر تسلیم نہ کیا جائے اور جس مذہب کو انہوں نے اسکے وکلا اور متعلقین کی بہ زور وکالت کے زور سے مروج دیکھا تھا انہیں اور انکے وکیلوں میں بھی کوئی زندہ نمونہ موجود نہ تھا۔ دانشمند سنتے تھے اور بڑے زور سے سنتے تھے کہ آغاز مذہب میں اسکے بانی اور اسکے ساتھیوں نے یہ اقتداری نشان دکھائے مگر یہ سننا اور دعویٰ آخر کار دانشمندوں کے دل میں ایک حقارت آمیز اور نفرت انگیز تصور بنجاتا جبکہ وہ اس سوال کا جواب حامیان مذہب سے نہ پاتے کہ کیوں اسوقت اُن باتوں کا کوئی زندہ نمونہ نہیں۔ درحقیقت یورپ کی خوفناک آزادی۔ دہریت۔ فلسفیت اور میٹریلزم کی جڑ نصرانیت کے مردہ مذہب ہی سے قائم ہوئی کہ اُسنے خدا وہ پیش کیا جو عجز و ناتوانی اور بیکسی اور ناعاقبت اندیشی کا پورا نمونہ تھا۔ اور معجزات وہ پیش کئے جو ایسا زمانہ میں مرگئے اور اُسوقت کی قبروں میں سونے والوں کے ساتھ ابدی تاریک گڑھوں میں گم ہوگئے۔ اور آئندہ کو کوئی نمونہ انکا دکھانیکو اور کوئی نہ ہوا جو خدا تعالےٰ کے اقتداری نشانوں سے اُن پہلی باتوں کو از سر نو بحال اور زندہ کر دیتا۔ قرآن کریم نے ایکسی مقتدر معجزہ پر اپنے صدق کا سارا مدار رکھا یعنی پیشگوئیوں پر۔ اسلئے کہ توریت میں بڑے زور سے یہی لکھا تھا کہ سچے نبی کی نشانی یہی ہوگی کہ جو کچھ وہ کہیگا وہ پورا ہو جائیگا۔ قرآن کریم میں اسی کیطرف اشارہ ہے اس آیت میں **ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین** اور اس آیت میں **ان یک کاذبا فعلیہ کذبہ وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم ان اللہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب**۔ اسی بنا پر قرآن کریم کا نقطہ نقطہ پیشگوئیوں سے بھرا ہوا ہے اور ایک جلال اور قہاریت کی روح اپنے اندر رکھتا اور تاریکی روح پر رعب اور قوت معًا ایکہی وقت میں نازل کرتا ہے۔ خدا تعالےٰ کو از بسکہ علم تھا کہ مرور زمانہ کے بعد انسانی طبیعتوں پر غفلت مستولی ہو جاتی اور اسبات کی ضرورت پڑتی ہے کہ پھر اُسی رنگ کے زندہ نمونے نکلیں [illegible] بھولے ہوئے پاک باتوں کو پھر سچی سمجھ لیں کہ وہ اساطیر الاولین نہیں جیسے بموجب وعدہ **انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون** قرآن کریم میں یہ برکت ودیعت رکھدی کہ اُسکے اتباع سے اُسکے اتباع ہمیشہ ہر زمانہ میں قرآن کے دعاوی اور دلائل اور برکات کو زندہ کرتے ہیں۔ اور اُن ساری باتوں کے نمونے ہمیشہ دنیا میں موجود رہیں جو قرآن کریم میں از قبیل وحی مکاشفہ اور رؤیا بیان کی گئی ہیں اس ہمارے زمانہ میں جبکہ اندر خدا تعالیٰ کی کتابوں کی باتوں پر سب زمانوں سے زیادہ ہنسی کی گئی اور رسولوں اور وحی اور مکاشفات اور رؤیا کی سخت توہین اور تذلیل اور تضحیک کی گئی اور جبکہ بعض نادان دوستوں نے اسلام کی حمایت میں کھڑے ہو کر اعتراف کیا کہ درحقیقت اسلام بھی ایک مردہ مذہب ہے اور اسمیں اقتداری نشان دکھانے اور وحی اور مکاشفہ کے کوئی زندہ نمونے موجود نہیں اور جبکہ مایہ ناز باتوں کے انکار کو فخر اور ناز کا ذریعہ سمجھا گیا اور جبکہ استجابت دعا کے انکار سے فخر دکھایا گیا کہ اسلام میں ابھی کوئی نہیں جو خدا تعالےٰ کے دربار میں شرف باریابی رکھتا ہو غرض اس زمانہ میں جبکہ مسلمانوں کے خیر خواہ کہلانے والوں نے یورپ کے آزاد منشیوں سے نیچے آکر اور بگڑ کر مسلمانوں کی صلح کرلی اور اسلام اور قرآن کی عزت خاک میں ملا دی اور ایک بولنے والا مولوی بٹالوی کی شکل میں جلسہ مذاہب کے اندر بول اُٹھا کہ اسوقت مسلمانوں میں کوئی نہیں جو نشان الٰہی دکھا سکے اور یوں اُسنے اسلام کا جنازہ اُسی قطار میں رکھدیا جہاں دوسرے مذاہب باطلہ کی نعشیں دھری تھیں تب خدا تعالیٰ کی غیرت نے اپنے وعدہ کے موافق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو مبعوث کر کے دکھلا اور آپکے ہاتھ پر اور آپکے منہ میں وہ باتیں ڈالکر اور اقتداری نشان ظاہر کر کے اُنھیں ہستی کو۔ کل انبیاء کے وجود کو۔ پاک کتابوں کو۔ اور جملہ لوازم نبوت کو از سر نو زندہ کر دکھایا۔ یہ ہے عظیم الشان کام جو حضرت مرزا **غلام احمد قادیانی** سے ظہور میں آیا اور اس کام کے پورا کرنیکے لئے ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ آپ کو وجاہت اور عزت دیتا۔ آپکو یتیم پاکر اپنے ہاں ٹھکانا دیتا اور آپکو تنگدست اور کس مپرس پاکر خود غنی کرتا اور قوم کے عشق میں سرگرداں و شیفتہ پاکر کامیابی کی ساری راہیں آپکو دکھاتا حق یہ تھا کہ مسلمان آپکی خاک آستان کو آنکھوں کا سرمہ بناتے [illegible] اور انہوں نے انھی کے مخالفوں کے ذمہ تھا کہ وہ آپکی وہ قدر و منزلت کرتے جو ایک مہجور عاشق مدت دراز کے ہجر کے بعد معشوق کی قدر کرتا ہے۔ مگر افسوس بعض میں فریسیت کی روح جوش زن تھی اور بعض میں صدوقیت کا خمیر ملا یا گیا تھا اسلئے ضروری تھا کہ آنیوالے مقدس مسیح کا انکار کیا جاتا تا کہ وہ باتیں پوری ہوں جو مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھیں کہ تم یہود کی راہوں پر چلنے لگ جاؤ گے یہانتک کہ اگر کوئی یہود سوسمار کے سوراخ میں گھسے گا تو تم بھی وہیں گھس جاؤ گے۔ سو آج مسلمانی کے مدعیوں سے وہ تمام اعتراض مسیح موعود پر کرکے جو حضرت مسیح اسرائیلی پر کئے گئے تھے اور اُسی طرح اُسکی تذلیل اور تضحیک اور تحقیر کرکے جو اُس پہلے برگزیدہ کی کی گئی اور علماء وقت کی عدالتوں میں اُسیطرح کھینچا کر جسطرح وہ خدا کا عاجز بندہ پیلاطوس کی عدالت میں کھینچا گیا تھا اپنے ہاتھوں سے ثابت کر دیا کہ وہ اُس خوفناک پیشگوئی کے مصداق بنگئے ہیں جو مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکلی تھی۔ کاش یہ لوگ سورہ فاتحہ کی آخری آیت **غیر المغضوب علیہم ولا الضالین** میں

غور کرتے جو ایک ہر نماز میں پڑھنی فرض کی گئی ہے
امام ہو یا ماموم جہاں کہ کیوں یہود و نصاریٰ
کی راہوں سے پناہ مانگی گئی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ
کے نزدیک مقدر تھا کہ آئیندہ ایک وقت نصاریٰ کا
فتنہ برپا ہوگا اور اُنکی جہت سے اسلام پر خطرناک
حملے ہوں گے پھر ایسے وقت میں مسیح موعود
امت کی اور بیرونی اصلاح کیلئے آئے گا
اور قوم اُس سے ویساہی سلوک کریگی جیسا
کہ حضرت مسیح علیہ السلام سے کرکے مورد غضب
الٰہی ہوئی۔ غرض اگر خدا تعالیٰ کو منظور نہ تھا
کہ مسلمانوں کو ایسے وقتوں میں یہود کی چال اور
نصاریٰ کے فتنوں سے ڈرائے تو پاک کتاب
اور مقدس دعا میں یہ آئتیں کس حکمت سے رکھی ہیں
سوچو اور غور کرو اور اپنے ہاتھوں سے اپنی مخالفت
شہادت پر مہر نہ لگاؤ۔

قولہ ان ہی ایام میں چنداک پردار مچھلیاں
اور سونیکے انڈے دینے والی مرغیاں بھی انکی
دام کے تنبیں آچکی تھیں۔

اقول یہ وہی مچھلیاں اور سونیکے
انڈے دینے والی مرغیاں ہیں جو ایک زمانہ
میں حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) اور ابوبکر
صدیق (رضی اللہ عنہ) کی شکل میں پیلو وہی
(صلی اللہ علیہ وسلم) کے دام میں آئی تھیں
جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جابجا اعتراف
کہ حضرت خدیجہ کے مال نے انھیں مدد دی۔ اور حضرت
صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ معظمہ میں چالیس
ہزار روپیہ آپ پر خرچ کیا اور یوں اس مرد اور
عورت نے آپکے کارخانہ کو رونق دی۔ کیا ممکن
تھا کہ ان ناعاقبت اندیش مخالفوں کے منہ سے
تھا کی شکل میں ہوتے خروج کیا تھا الا شیئ
یراد اور ان ھذا الا اختلاق
اور ناعاقبت اندیش جلد بازو تھیں اتنی مدت کے بعد
کیسے یاد دلایا کہ تم انہی گندے ہو کر اجنبی کے
دشمنوں کے جائز فرزند ہو اور یہ کہ تمھاری رگوں میں
وہی خون حمیت جوش زن ہے کہ تم اندیشید اور
ناندیشیدہ وہی باتیں زبان پر لاتے ہو جو محمد

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے خلاف کہی تھیں۔ تمھیں کس چیز نے یقین دلایا
کہ آنیوالے غضب سے ان باتوں کے ساتھ بچ جاؤ گے
جبکہ تمھاری آنکھیں دیکھ چکی ہیں کہ تمھارے باپ دادے
ان باتوں کے ساتھ خدا کے قہر کی بجلی سے بھسم کئے
گئے اور مغضوب علیہم کہلائے۔

غضب کی راہ کو چھوڑ و اور منعم علیہم کی راہ
اختیار کرو کہ تمھارا بھلا ہو۔ کیا خدا تعالیٰ کی مخلوق کے
ساتھ معاملہ ملا ہوا نوں اور مخصوصوں کا ہونا ضروری نہیں۔
کیا اس عالم اسباب میں آسمانی امدادیں اور تائید یں
ان ہی سعادت اور مقبولوں کے راہوں سے ظاہر نہیں ہوا
کرتیں۔ کیا کوئی تمھاری بولی میں یہ نہیں کہہ سکتا
کہ اگر حضرت ذوالنورین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جیش
العسرت میں وہ قابل قدر مدد نہ کرتا تو آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کا کارخانہ سخت مصروفی
نادانو خدا تعالیٰ کے منصور اور اسکے مخذول و
مطرود میں بھی تو فرق ہے کہ آخر مجبور اسباب
میں ہوکر نصرت الٰہی اُسکی دستگیری کرتی ہے
اور مخذول کے سارے اسباب جلجاتے ہیں گو
منصور کی پہلی حالت کیسی ہی ضعیف اور کس مپرسی ہو
اور مخذول کی ابتدا کیسی ہی پر شوکت ہو۔ رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خدام و انصار سے
جو مدد اور تائید ملی وہ اسی وعدہ کا اثر تھا جو پہلے
سے خداوند عالم کہہ چکا تھا اقرأ و ربک
الاکرم یعنی تو رب الاکرم کا مربوب ہے اور
ضرور ہے کہ دنیا و آخرۃ میں مکرم و محترم ہو۔
اسی طرح حضرت مرزا غلام احمد قادیانی
علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو انصار و اعوان
ملے وہ خدا تعالیٰ کے اُس پاک وعدہ کا نتیجہ اور
اثر ہیں جو وہ آج سے سالہا سال پہلے فرما چکا تھا
اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
تم ان پاکوں سے ان واجب التعظیم ناصروں کی جو علم
میں۔ زہد میں۔ تقویٰ میں۔ اور ہر قسم کی سعادت اور
خدا شناسی۔ کے جمیع لوازم میں۔ نمونہ ہیں اسی
طرح ہتک کرتے ہو جسطرح حجاز کے شیاطین
ان کے پہلے نمونوں کو سفہا کہتے تھے اور
دلوں میں یقین کرتے تھے کہ محمد بن عبداللہ
(صلے اللہ علیہ وسلم) کی دو کانداری کے دام میں پھنس
گئے ہیں۔

باقی آئیندہ انشاء اللہ تعالیٰ۔

تفسیر القرآن

کا کام شروع اس کے چھاپنے اور شائع کرنے
میں بڑی کوشش ہو رہی ہے عنقریب زیور
طبع سے آراستہ ہو کر شائع ہوگی۔

الحکم کے قدردان

۱۰۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء کے اخبار کے ہمراہ جو گشتی چٹھی
شائع کی گئی تھی اُسکا جو نتیجہ اب تک ہوا ہے اسکو
میں بڑے فخر اور خوشی کے ساتھ ذیل میں
درج کرتا ہوں اور آئیندہ سلسلہ وار انشاء اللہ
تعالےٰ درج کرتا رہونگا۔ جو لوگ قیمتیں بھیج
رہے ہیں انکی رسید اخبار میں دوسری جگہ درج کر
اور درج ہوتی رہیگی۔

(۱) منشی **حبیب الرحمن** صاحب زمیندار
حاجی پور۔ الحکم کی ترقی دل کو فرحت بخشتی ہے
مگر ۱۲ صفحہ تک ترقی کچھ ترقی نہیں اور وہ بھی
ہفتہ وار۔ خدا تعالیٰ وہ دن قریب کرے اور ہماری
زندگی میں وہ دن آوے۔ کہ الحکم روزمرہ کی
ڈاک میں ہماری آنکھوں سے گذرے سو آپ
احباب کے واسطے کوشش کریں کہ الحکم یومیہ شائع
ہو۔

ایڈیٹر۔ جزاکم اللہ احسن الجزا۔ اگر خدا تعالیٰ
چاہے تو کیا بعید ہے۔

(۲) منشی **ولی محمد خاں** صاحب۔
موجودہ ترقی حجم و بیشی قیمت کی منظوری کے
بعد لکھتے ہیں کہ اخبار الحکم روزانہ جاری کیا
جاوے ۱۲ تک سالانہ قیمت دینے کو تیار
ہوں۔

(۳) قاضی **نظیر حسین** صاحب سررشتہ دار
پولیٹیکل ایجنٹ وانڈ نویسی۔ پہلا پرچہ وی پی
کرکے قیمت منگالیں۔

(۴) شیخ **غلام حسین** صاحب سیالکوٹ
۲۵۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۶ء تک قیمت سالانہ ۱۹۰۷ء بھیج
جاوے گی انشاء اللہ۔

(۵) منشی **عنایت اللہ** صاحب مدرس
سنت پورہ پیشگی قیمت سنہ ۱۹۰۷ء دینے کو بڑی
خوشی سے طیار ہیں۔

(۶) چودھری **محمد حسین** صاحب گرداور قانونگو
چونڈہ ۱۵ دسمبر سے پیشتر قیمت وصول
کر لینے کا اختیار دیتے ہیں۔

(۷) بابو **محمد** صاحب ہیڈ کلرک دفتر انبالہ کے
مبلغ عہ قیمت پیشگی بھیجے ہیں

(۸) منشی **محمد سلیمان** صاحب مدرس بہاولپور

کہ مسیح موعود کا زمانہ سیف کا زمانہ نہیں ہے اور یہی وجہ ہے کہ انکے نزدیک جہاد بالسیف حرام ہے جسکا اعلان مسیح موعود کر چکا ہے ہم امید کرتے ہیں کہ گورنمنٹ کے ہائی افسران رجسٹرار مردم شماری کے اعلیٰ افسران کو خصوصیت کیساتھ اس امر کی طرف توجہ دلائینگے کہ وہ ایسے فرقوں کے لئے یہ امر کے آگے جیسا وہ لکھا کرینگے احمدی درج کرنے کی اپنی حد تک لوگوں کو ہدایت فرمائینگے اور ان لوگوں کو جو حضرت مرزا صاحب سے تعلق رکھتے ہیں یہ ضروری یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ اپنے اعتقاد کے لئے احمدی فرقہ کے مسلمان لکھوائیں۔

مسیح موعود کے ہاتھ میں تم جو وہ تمہیں مبارک ہو کہ خدا نے تمکو چن لیا اور خبیث اور طیب کے پہچاننے کی ایک گھڑی آ پہونچی پس اسوقت کو غنیمت سمجھو۔ دیکھو مردم شماری کا دوسرا زمانہ آج سے دس سال بعد ہوگا نہیں معلوم اس عرصہ میں کون زندہ رہے اور کون اس دنیا سے چل دے پس وہ لوگ مبارک ہی ہونگے جو علی الاعلان پر اسوقت بھی فرقہ احمدی میں درج ہو جائینگے۔ اسلئے حضرت اقدس نے محض شفقت کی راہ سے اپنے اعلان میں ان لوگوں کو بھی اجازت دیدی ہے کہ جو اس فرقہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں وہ اپنے آپکو احمدی لکھائیں اور پھر میں بیعت کی اطلاع دیدیں۔ یعنی جنکو ابتک بیعت کا موقعہ نہیں ملا۔ مگر دل سے اسی سلسلہ میں ہیں انکو بھی اجازت ہے

ای احمدی قوم تجھے مبارک ہو
آج سے تو احمدی کہلائیگی

اور مبارک ہو تمام احمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے بہرہ ور ہو کر دانشوری میں متمم لکھوا کر ہمکو ...... کی عزت ہو گی۔

اب وہ وقت آگیا کہ محمد و احمد کا بروز مہدی مسعود تمہیں بلاتا ہے۔ مبارک ہو۔

اللّٰھم اجعلنا و ذریتنا منھم آمین

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

پیر گولڑی اور ہمارے بعض ہمعصر

یہ امر ابجانب خود دنیا سے پوشیدہ نہیں ہے کہ پیر گولڑہ ایک ناقابل عفو اور شرمناک حیلہ سے بلا لحاظ اپنے منصب مشیخت کے حضرت اقدس امام علیہ السلام کی دعوت تفسیر نویسی سے گریز اور انکار کیا ہے جس سے اخبار میں بیشتر اسکے متعلق کافی بحث ہو چکی ہے چنانچہ اس نمبر میں بھی ایک قصیدہ کر کے شائع کی جاتی ہے جو کہ ان ہی مضامین پر ریویو کر کے جنہوں نے گولڑوی اور حضرت اقدس کے متعلق ایڈیٹوریل یا مراسلات شائع کئے ہیں۔

سب سے اول ہم پیسہ کے سرآمد وہ اور معزز ہمعصر اخبار عام کا ذکر کرتے ہیں۔ اخبار عام نے اس معاملہ میں جس عالی حوصلگی اور بلند خیالی سے کام لیا ہے وہ بجائے خود باوجود ایک غیر اخبار ہونے کے بہت ہی اچھا قابل شکر گذاری ہے۔ اخبار عام نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ ایک آزاد اور مستقل رو پرچہ ہے اسنے بالحاظ مخالف و موافق اگر پیر گولڑی کی حمایتیوں کے مضامین کو جگہ دی ہے تو اس سے زیادہ انشراح صدر اور فراخدلی سے حضرت مرزا صاحب کی تائید میں لکھنے والوں کو موقع دیا ہے۔ بہر حال انھوں نے اپنی دونوں آنکھوں کو کھلا رکھا ہے اور ایسا ہی ہونا چاہیے تھا۔

مسلمان اخبار نویس کو دیکھئے۔ ابھی لاہور سے ایک اخبار بھی شائع ہوتا ہے جو خدا جانے اپنے آپکو کیا سمجھتا ہے ولایتی رنگ چڑھنے سے کیا سمجھنے لگا ہے۔ اسنے اپنے ایڈیٹوریل میں محض خلاف واقعہ ایک ایسا نوٹ شائع کیا جسکی صحت اور تصدیق کا وہ ذمہ دار ہے۔ لیکن پیسہ اخبار کو جو ہم نے اور ہمارے بعض دوستوں نے اس نوٹ کی غلط بیانی پر اطلاع دی اور اسکی اصلاح چاہی تو انکار کر دیا۔ اور ایسی بیہودہ عذر پر انکار کیا جو عذر گناہ بدتر از گناہ کا مصداق ہے ہم پیسہ اخبار کی اس اخلاقی کمزوری ہی نہیں بلکہ اعلیٰ آزادی کو کسی دوسرے موقع پر شائع کرینگے۔ ورنہ پیسہ اخبار جو مسلمانوں کا اخبار کہلاتا تھا اور جو اپنی غرض و غایت صلح کاری بتلاتا ہے امید تھی کہ وہ فراخدلی کے ساتھ ایک متدین ایڈیٹر کیطرح ہر ایک ایسی بات کے اندراج سے نہ رکے گا جو اپنے اندر معقولیت رکھتی ہو خواہ وہ اسکی کسی رائے کے خلاف ہی کیوں نہ ہو مگر افسوس صد افسوس کہ وہ اپنی رائے کے خلاف سننے کی جرات نہ رکھ سکا۔ ہاں اگر کوئی امر ایسا تھا کہ وہ مراسلہ نویس کے کسی حصہ سے مخالف الرائے تھا اسکو اختیار تھا کہ بیشک مناسب نکتہ چینی کرتا۔ کیا پیسہ اخبار کوشش کریگا کہ وہ داغ ندامت کو اپنے چہرہ سے دور کرے۔؟

تیسرے ہمارے معزز ہمعصر چودھویں صدی راولپنڈی ہیں۔ انھوں نے بھی ایک مراسلت اپنے اخبار میں شائع اسکے جواب میں بھی کسی ایسے بزرگ کی مراسلت شائع کی ہے جنکو جہانتک ہمارا علم ہے حضرت اقدس سے بیعت کا تعلق نہیں لیکن تاہم چودھویں صدی نے جسقدر اخلاقی جرات سے کام لیا اور اپنے فرض منصبی کو ادا کرنے کی سعی کی ہے اور منصف مزاج ناظرین کو مراسلت ایک حد تک پیر گولڑی کے اصلی دعاوی اور ہمعصر کی حقیقت سے آگاہ کریگی۔ لیکن تاہم پوری حقیقت کے انکشاف اور اصل واقعہ کے اظہار کیلئے مراسلت چودھویں صدی کو دفتر میں حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی نے قادیان سے بھیجی ہے اور جسکے اندراج کی ہم جلد کوشش کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ۔

چودھویں صدی کی اسوقت تک کی آزادانہ پولیسی سے جو اس معاملہ میں ظاہر ہوئی ہے امید کیجاتی ہے کہ وہ درج ہوگی پھر اس مراسلت کے اندراج کے بعد ہم پوری رائے ظاہر کر سکینگے۔

اسکے سوا جن اخباروں نے اس معاملہ پر بصورت دیگر کوئی خبر لکھی ہے وہ قابل التفات نہیں۔

دارالامان کا ہفتہ

حضرت اقدس بحمد اللہ بخیریت ہیں۔ حضرت حکیم الامت مولانا مولوی نور الدین صاحب کی طبیعت پچھلے چند دنوں سے بوجہ درد کمر کچھ ناساز رہی ہے مگر تسلیم الٰہی چنداں شکایت نہیں ہے۔ باوجود اسکے آپ درس اور ملاحظہ بیماران میں تساہل نہیں فرماتے جزاہ اللہ خیر الجزاء۔

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ کی طبیعت چند روز سے بوجہ زکام ناساز ہے۔ تاہم بوجہ شدت زکام آپ کا قلم نہیں رکا اور ایک زبردست آرٹیکل آج کے الحکم کی سرخ (جو نہایت ہی قیمتی لکھا گیا ہے اور معمولی قلم اور خط سے کوئی چار پانچ سو کم کا مضمون نہیں ہے) آپ نے لکھا ہے۔ ابھی خدا رو بصحت کرے
(۲) شحنۂ گولڑوی عنقریب طبع ہوا چاہتا ہے۔ خاتمہ لکھا جا رہا ہے۔ امید کیجاتی ہے کہ ۱۵ نومبر تک ختم ہو کر شائع ہو گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔
(۳) شمس بازغہ بجواب پیر گولڑوی ۲۰۰ صفحہ چھپ گیا ہے اور ۲۱۶ صفحہ تک پریس میں ہے۔
(۴) اصلاح النظر ایک نہایت ہی تحقیقی ایک آریہ کے جواب میں طیار ہو کر شائع ہو گیا ہے قیمت ۲ مینیجر اخبار الحکم سے طلب کرو

بیعت

سبحان علی صاحب - سرہالی کلاں ضلع امرتسر

پیر محمد عیسیٰ صاحب - شاہ کوٹ ضلع ہزارہ

غلام محمد خان صاحب - بستی شیخ درویش - جالندھر

ہیڈ کلرک ہار گماستری لنڈی کوتل علاقہ خیبر

ولایت اللہ صاحب - ریاست گوالیار رجمنٹ

کمپ انسپکٹر منگی و ڈمکینی - پولیس -

قائم شاہ صاحب - ٹالاکی - گوجرانوالہ

سید حاکم علی شاہ صاحب - نادون - کانگڑہ

سکینڈ ماسٹر مڈل سکول -

احمد حسین صاحب - پشور - بجنور - حال کپورتھلہ

حافظ فتح محمد صاحب - پٹیالہ - امام مسجد

حافظ امام الدین صاحب رر رر

محمد طفیل صاحب - بٹالہ - گورداسپور

پیران بخش صاحب وزیر آباد

پیران بخش صاحب سیالکوٹ بروبر الرحمن

بہادر شاہ صاحب - ارکنوال - ضلع انبالہ

شیخ برکت اللہ صاحب لکھوالی رر

سید وہاب حسین صاحب - میلا پور - مدراس

قاضی نظیر حسین صاحب - قلات بلوچستان

سررشتہ دار محکمہ صاحب پولیٹیکل ایجنٹ

سید اللہ صاحب - دیولی - جالندھر

شیخ اللہ صاحب - فیض اللہ چک - قریب قادیان

منظور الحق صاحب رر رر رر

فضل الدین صاحب - قادیان

میاں حبیب صاحب - مرداں - شاہ پور

سلطان بخش صاحب - جھگوان - گورداسپور

شہاب الدین صاحب - راگور رر

عبد اللہ صاحب رر رر

خدا بخش صاحب - گلانوالی رر

میر کوی مہر الدین صاحب - سیدوالہ - گوجرانوالہ

حافظ کرم الٰہی صاحب - کوٹو تارڑ رر

پیر بخش صاحب رر الدین صاحب رر

میاں محمد صاحب - بدوملی - سیالکوٹ

نظام الدین صاحب - بیٹی - لاہور - ورزش

ماسٹر ریخ ای میکسپل بورڈ اسکول

شیخ فرید الدین صاحب - ستترالہ -

عبد العزیز صاحب - سیالکوٹ حال لاہور

مولا بخش صاحب نمبردار - خانپور - پٹیالہ

امیر بخش صاحب ڈپٹی انسپکٹر پنشنر - بٹالہ

الہداد صاحب - بھاؤ گھسیٹ پور گوجرانوالہ

دیوان علی صاحب - لونگ - گجرات

رسید زر

خاکسار ایڈیٹر نہایت شکر گذاری کے ساتھ مندرجہ ذیل احباب کی شکریہ کے ساتھ رسید دیتا ہے امید ہے کہ دوسرے احباب بھی اپنے حساب کو بیباق کرکے مجھے مشکور کرینگے -

بابو محمد صاحب ہیڈ کلرک انبالہ ۱۹۱۹ء — صہ

چوہدری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ — صہ

بابو الٰہی بخش صاحب اوورسیر معرفت چوہدری

رستم علی صاحب بقایا سابقہ - مجموعہ ۱۹۱۹ء — عہ

میزان —

خاکسار ایڈیٹر

اشتہار

ہر قسم ریشمی ازار بند - سیج بند - پراندے وغیرہ شیخ غلام غوث فضل الٰہی کلاں ضلع گورداسپور سے طلب کرو -

سرکاری خبر

نمبر ۱۰۳۰۹ پنجاب اشتہار - بذریعہ اشتہار ہذا عام کیلئے مشتہر کیا جاتا ہے کہ حکام سلطنت برطانیہ نے جو ۱۹۱۹ء میں اہل تشیعہ اور لاشوں کے جنازوں کو عراق (میسوپوٹیمیا) میں داخل ہونے کی ممانعت کی تھی اور وہ ابھی تک جاری ہے اس سے اشتہار نمبر ۵۸۸ مورخہ ۳ جولائی ۱۹۱۹ء کو منسوخ کیا گیا ہے -

دستخط - ایچ - اے کیسن -

جوڈیشل و جنرل سیکرٹری گورنمنٹ پنجاب -

ڈومیسٹک

۱۳ اکتوبر سنہ رواں کو حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی کے گھر میں بیٹا پیدا ہوا - سید محمد یوسف نام رکھا گیا اللہ تعالیٰ اس مولود مسعود کو اپنے بزرگوار والد کی طرح دین کا خادم بنا دے اور دینی دنیوی نعمتوں سے بہرہ ور کرکے قوم کیلئے مفید ثابت کرے - آمین -

از جمالی مبارک باد - والدین

عجیب و غریب مرہم

المعروف

مرہم عیسیٰ و مرہم رسل و مرہم شلیخا

خوب یاد رکھو کہ اگر مفصلہ ذیل بیماریوں سے کسی کی علاج کی ضرورت پڑے تو اس مرہم کی بہت خرید و -

شام شامی ڈاکٹر طبیب حکیم اسکی عمدگی اور فائدہ کو تسلیم کرتے ہیں -

ضرور آزماؤ

فوراً جائے درد پر کرتا ہے

ہر قسم طاعون - سرطان کے زخم - خنازیر (کنٹھ مالا) گلٹیاں - بد - ہر طرح کے ناسور - زخموں کے کیڑے - پرانے گندے زخم - پھنسی - پھوڑے گھاؤ - کھجلی - خارش - خطرناک جلدی بیماریاں چوٹوں کے زخم - موچ - تلی کے ورم - بواسیر کے درد - ہاتھوں کا سردی سے پھٹ جانا - کانوں سے پیپ کا بہنا - جانوروں کا کاٹ لینا - جلنا عورات کی خطرناک بیماریاں - سرطان زخم وغیرہ وغیرہ کا دنیا بھر میں لاثانی علاج ہے قیمت فی ڈبیہ عہ - ۱۲ر

معزز بھائیو! یہ ایک نہایت ہی پرتاثیر اور نادر مرہم ہے اس مرہم کے طیار کرنے میں سب بڑی مشکل تو اس کے اجزا بہم پہونچانے ہیں کیونکہ اکثر اجزا نادر الحصول ہیں اور اس ملک میں انکا دستیاب ہونا مشکل ہے ہم بڑے خرچ کے ساتھ اصلی اور خالص اجزا ملک شام و انگلینڈ و مصر وغیرہ وغیرہ سے منگاتے اور اس مرہم کو طیار کرتے ہیں - اسکو ہر ایک زمانہ کے فاضل طبیبوں نے آزمایا اور اسکی اعجازی تاثیرات کو بلا اختلاف سب نے تسلیم کیا - حکما یورپ بھی اس کی عجیب خواص کے قائل ہیں خالص یقینی صحیح اور اصلی نسخہ سے ایک خاص ترکیب کے ساتھ ہم ہی یہ مرہم طیار کرتے ہیں - ایک دفعہ ضرور آزمائش کیجئے -

کارخانہ مرہم عیسیٰ المعروف مرہم عیسیٰ

حکیم محمد حسین بھاٹی دروازہ لاہور سے طلب کرو

[illegible] قادیان

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ [illegible] ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ [illegible] خالص ممیرا فی ماسہ [illegible] مصری سرمہ فی تولہ [illegible] محصولڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے ضرور بچنا چاہئے۔ المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ۔ بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱- میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کیلئے بطور اکسیر ہے آنکھوں سے بہت پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اسلئے ہر کسی کے لئے استعمال معین ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے۔ اس لئے میں بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی ایم۔ بی۔ ایم ساٹھی صاحب۔ ایم۔ بی۔ ایم ایس سندیافتہ یونیورسٹی۔

۲- میں بڑی خوشی سے ممیرے کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس سرمہ کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مسماۃ اتم دیوی پر عمر پینتالیس سال پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اسکی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں ان میں کثرت سے مواد نکلتا تھا اس کی بینائی میں فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اسکے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ان امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر محمد حسین خان بہادر۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

۳- میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔

۴- میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا ہے [illegible] میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کیلئے مارچ [illegible] میں جمع کیا گیا ہے

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر الحکم کے اہتمام سے چھپا

دہی قادر ہو سکتے اور اسکے پاک حریم میں باریاب
ہونے کا وہی شرف حاصل کر سکتے ہیں جنھیں خدا تعالیٰ
کے دستِ خاص نے پاک تحفہ فرمایا ہوتا ہے اور آسمانی
کی پانی کی طرح پاک ہوتے اور آسمان سے انھیں خاص
نسبت ہوتی ہے۔ یہ قرآن کریم کا دعویٰ اور پُر
زور تحدی ہے جو خدائے علیم کیطرف سے آئینہ پیدا
ہو۔ کیونکہ ضرور ہے کہ اختلافات میں جو امت محمدیہ کے درمیان
واقع ہوں بیّن حکم اور ممیّز ٹھہراسی ہے۔ اور
ضروری تھا کہ اس قسم کا فیصلہ اور معیار بھی قرآن کریم
میں ہوتا۔ اسلئے کہ قرآن کریم جیسا دوسرے مذاہب
کے اختلافات میں حکم بننے کا دعویٰ کرتا ہے
اور فیصلہ کے اصول اور قواعد بھی مستنبط
فرماتے ہیں اور اس حکومت میں کامیابی کا
زریں تاج اس کتاب مجید کے سر پر رکھا گیا ہے
اسی طرح از بس ضروری تھا کہ اندرونی اختلافوں
اور نزاعوں کے فیصلہ کیلئے بھی اصول اور قواعد
مستحکم کرتا۔ چونکہ قانون قدرت کے مقتضا سے
ضروری تھا کہ اندرونی اختلافات اور تنازعات
بھی برپا ہوں اور نزاعوں کے سبب سے حق و باطل
متشابہ اور ملتبس ہو جائیں اور بہت سے مدعیوں
میں سے جنمیں سے ہر ایک اپنے دعویٰ کو سچا سمجھتا
ہو ایک ہی حق پر ہو اور دوسرے صریح بطلان پر
ہوں اسلئے واجب تھا کہ کامل کتاب میں جو تمام
خصوصیتوں اور ضروریات دینیہ پر حاوی
ہونے اور قیامت تک کافی ہونے کا
دعویٰ کرتی ہے ایسا قاعدہ اور حکم اصل بھی ہو جو ایسے
تاریک وقتوں میں حق کا روشن اور چمکتا ہوا چہرہ
دکھاوے۔ سو اس آیت لا یمسّہ الا المطہرون
نے اس قسم کے نزاعوں کا قیامت تک فیصلہ کر دیا
اسوقت ایک تنازع تھا۔ اسلام کے میدان میں دو
دعویداروں نے علم دعویٰ بلند کیا۔

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے دعویٰ کیا کہ میں خدا کی طرف سے ہوں اور اس زمانہ کیلئے میں ہی حکم اور مسیح ہو کر آیا ہوں۔ پیر
مہر علی شاہ صاحب نے اسکا سخت انکار کیا۔ اور
اپنی مسند مشیخت و ارشاد پر جلوس فرما ہوتے اور
پیروں کے وجود سے ظاہر کیا کہ میں خدا سے
تعلق رکھتا ہوں اور اس کے خدام وابستہ بھی

اطلاق فرمایا گیا ہے ظلمت کو کشف کرتا اور مجاہدہ و علوم ظاہری سے بعیدی
ہیں حضرت صاحب نے اسکو قرآن کے دستبردار ... جواب
کہ جیسے ناصبین بیکار ہیں۔ پیر صاحب ... بھی بہت
ہیں جاگتی رسم پرست نادر کرتی ہیں۔ ...
... وقت میں حضرت
...... ہے کہ ہم لوگ بھی خدا کی طرح ناقص اور سخت کا ...
انجیل کے سبب سے ... اور ... گو ...
اور کتاب اللہ میں کوئی نور جو
اس پیش آمدہ ظلمت کو پاش پاش کرتا نہ پاتے
اور خود اپنی ہی تجویزوں اور اندیشوں سے کوئی
جعلی اور مصنوعی ناکافی راہ پیدا کرتے۔ مگر
ہمیں نہیں۔ خدا تعالیٰ نے ہمیں اسلئے کہ ہم امت
مرحومہ تھے ایسی زحمتوں اور کشاکشوں سے محفوظ
رکھا اور خود ہی اپنے علم سابق سے ان سب
باتوں کا پورا انتظام کر دیا۔

پیر۔ صوفی۔ قطب۔ غوث۔ ولی اللہ۔
درویش اور مسند الوقت مہر علی شاہ صاحب
کی خدمت میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی
نے اس نزاع کے وقت وہی طریق فیصلہ پیش کیا
جو خداوند علیم حکیم نے ایسے اوقات میں ایسے
اشخاص کے لئے کھول کر اور اختلافوں کی حکومت کی
غرض سے مقرر کر رکھا تھا۔

اسے قرآن کریم کو کامل اور مہیمن کتاب ماننے والو
اور ظلمات کے اوقات میں اسے یگانہ نور تسلیم
کرنے والو! اپنی جانوں پر ترس کھا کر خدا تعالیٰ
کے لئے بتاؤ کہ کوئی اور راہ بھی تھی جو اس سے
بہتر تھی۔ اس راہ کے پیش کرنے سے متعدد
باتیں حاصل ہو جاتیں ایک تو قرآن کریم کی
پیشگوئی پوری ہوتی اور اس کا خدا کا کلام
ہونا اور علوم غیب اور غیب کے دعووں پر
مشتمل ہونا ثابت ہو جاتا اور دوسری بات
ایک شخص کا منجانب اللہ ہونا اور مقرب اور مطہر
ہونا ثابت ہو جاتا۔ اب خدا را فرمائیے
کہ کیا حضرت مرزا صاحب پیر صوفی اہل اسرار
مہر شاہ صاحب کو مولویانہ دعوت کیطرف بلاتے اور یہ
کہتے کہ آؤ ہم تم مولویانہ لفظی بحث کرلیں اور بات ختم
پر فیصلہ ہو جائے گا کہ راستی کس کی طرف ہے حضرت
مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اسلئے کہ زمانہ کی
ضروریات کے جامع اور رسمی اور روحانی علوم
کے مجمع ہو کر آئے ہیں اور خدا تعالیٰ جانتا
تھا کہ علمائے خشک ان کے مقابل اپنی سونڈیں
لمبی کرینگے اور علوم رسمی کے مباحثہ کیطرف بھی

لائیں گے اور ان ہی منطقی اور خشک مباحثات
کو حق و باطل کا معیار ٹھہرائیں گے اس بنا پر حضرت
مرزا صاحب نے علمائے ظاہری سے علوم ظاہر
اور رسمی کی بنا پر ہی مباحثات کئے اور خدا
تعالیٰ کے اذن و حکم سے انکی لمبی خرطوموں کو
گرم ہتھیاروں سے خوب داغ لگائے۔ اور آخر
بکثرت مباحثات نظری امور ہوتے ہیں
اور فیصلہ ... سے
پیدا نہیں ہوتی ایک عرصہ تک اپنی قدرت
اور طاقت کے جلوہ نمائی کے بعد ان سے پہلو تہی
کی اور آسمان کی طرف ... تب خداوند علیم
نے ایک مبین اور بدیہی راہ دکھائی جسکی
وضاحت کے بعد کسی شخص کو شک و تردد کا
موقع مل ہی نہیں سکتا۔

اب اگر قوم انصاف نہیں کرتی تو دوسری
قوموں کے منصف نیک دل لوگ انصاف کریں
کہ حضرت مرزا صاحب نے پیر مہر علی شاہ صاحب کو
جو یہ دعوت کی ہے تو کیا ناروا حرکت کی ہے
کیا یہی دعوت انکی شان کے شایاں نہ تھی۔ کیا
وہ ولی اللہ نہیں! کیا وہ مطہر نہیں! کیا
انھیں خدا کے حریم قدس میں باریابی کا شرف
حاصل نہیں! کیا وہ زبان عربی سے ... بہرہ ...
کیا وہ قرآن کریم کے معارف سے مس نہیں رکھتے؟
ہاں تو کیا انکی شان کے لائق تھا کہ مولوی محمد حسین
بٹالوی کی گدی پر انھیں بٹھایا جاتا اور انسے
استنجا اور قلتین اور بیع و شرا کے مسائل
پر بحث کی جاتی یا رفع یدین آمین بالجہر کے
نزاعوں کا فیصلہ کیا جاتا۔ انکو لفظی بحثوں
اور ظاہری علوم کی بحثوں کیطرف بلانا یقینا
انکی کسر شان تھی۔ حضرت مرزا صاحب نے انکا
وہ پاس کیا اور ان کے حق کی وہ رعایت کی
جسکے وہ درحقیقت مستحق تھے۔ لیکن افسوس
صد افسوس پیر صاحب نے اس دعوت کو رد
کیا اور بری طرح رد کیا اور سخت ناقابل عفو
حیلوں سے رد کیا۔ پیر صاحب نے حضرت
مرزا صاحب کے جواب میں یہ لکھا کہ اول
مرزا صاحب اپنے دلائل پر کھڑے ہو کر تقریر
کریں اور ان ہی منطقی اور علمی باتوں کو پھر
دوہرائیں اور عوام و خواص کے مخلوط مجمع
میں دوہرائیں جو وہ سالہا سال سے اپنی
کتابوں اور رسالوں اور اشتہاروں میں
لکھ رہے ہیں اور وہ وہی باتیں ہیں جنپر علماء قوم

اعتراض اور رد لکھ چکے ہیں اور خود پیر صاحب یا انکے مرید غالباً یقیناً بھی انکی نسبت خامہ فرسائی کر چکے ہیں اور وہ وہ باتیں ہیں جو نظری ہونیکے باعث ہنوز زیر بحث ہیں۔ غرض مرزا صاحب اُن دلائل کو بیان کریں۔ اسکے بعد پیر مہر علیشاہ صاحب اُٹھکر انکار رد کریں۔ اور انکی باتیں بھی اُسی رنگ کی نظری اور خفا اپنے اندر رکھنے والی ہوں۔ پھر مولوی محمد حسین صاحب اور مولوی عبد اللہ ٹونکی صاحب کھڑے ہو کر شہادت دیں کہ پیر صاحب کا رد درست اور مرزا صاحب کا دعویٰ درحقیقت صحیح نہیں تب مرزا صاحب اُسیوقت اُسی مجمع میں پیر صاحب سے بیعت کر لیں۔ یہ ہے جواب پیر صاحب کا اُس دعوۃ کے مقابلہ میں جو حضرت مرزا صاحب نے انکی خدمت میں پیش کی۔ اب ناظرین انصاف کریں کہ کیا پیر صاحب نے حضرت مرزا صاحب کی شرطوں کو منظور فرمایا اور کیا پیر صاحب نے قوم کے تنازعوں کے فیصلہ کیلئے جائز طریق ایجاد کیا؟ اور کیا قوم کی ڈوبتی کشتی کو ورطۂ ضلال و اوہام سے نکالنے کیلئے بجا ناخدائی کی؟ سوچو! اور خدا کیلئے سوچو!! غضب اور تعصب سے بھری ہوئی حاضرین کی تب اور ہر ایک ایسی حرکت کو جو نفسانیت سے پیدا ہو۔ یہانتک کہ شدۃ غضب و تعصب سے اپنے حریف کے الفاظ کو بھی یوں سنتے ہوں جیسے کانوں میں پگھلی ہوئی رانگ ڈالی جاتی ہے پھر مباحثات علمی اور لفظی ہوں۔ سینکڑوں پہلو اور دلائل مخفی در مخفی اور کنایات اور استعارات اور علوم کے حجب میں مخفی ہوں۔ غرض سب امور نظری پر نظری ہوں۔ اور پھر طرفہ یہ کہ ایک شخص کو قبل از وقت دجال کذاب اور محرف دین اللہ اور مفتری اور کیا کیا مان چکے اور اُسپر سخت جم چکے ہوں اور اُسکی اہانت کیلئے سو گُنے تلاش کر بیٹھ جائیں [illegible] پھر یہ توقع کہ اس تدبیر سے کوئی فیصلہ ہو جاتا اور قوم کے دل اصلاح کا سبق سیکھ لیتی اور ایک صاف اور نورانی سچ پر سب بیٹھ جاتے قطعاً محال تھا۔ کیا لوگ ابتک اس راز کو سمجھ نہیں گئے اور کیا ہم قوم کی سلامت فکرت اور جودۃ طبیعت سے سخت مایوس ہو کر بیٹھ رہنا چاہیے کہ پیر صاحب نے ان بالکل جدید شرطوں سے کیا مدنظر رکھا لیا۔ کیا یہ بالکل صاف بات نہیں کہ انہوں نے اپنے دعوے کی لاف اور فقہ کے برخلاف دنیا داروں کی طرح پہلو بدل کر گریز صاف

فاش ہو جانیوالی چال اختیار کی۔ اگر سچی مطلوب ہوتی اور خدا کے دین کی حفاظت مقصود ہوتی تو کوئی امر اپنی طرف سے ایزاد نہ کرتے اور امر بھی وہ جو انکی شان اُنکی مسند اور انکی ولایت کو داغ لگانیوالا تھا۔ جس صورت میں حضرت مرزا صاحب کی دعوت اور معیار فیصلہ وہی تھا جو خود کتاب اللہ نے مقرر کر رکھا ہے اور حضرت مرزا صاحب کی من عند النفس کوئی تجویز نہ تھی پھر اسکے ٹالدینے اور بالکل خاک میں ملا دینے کی کیوں کوشش کی گئی۔ امرتسری صاحب فرماتے ہیں کہ پیر صاحب نے ایک شرط بڑھائی ہے۔ افسوس تعصب روشنی سے کسقدر دشمنی رکھتا اور کبھی اُسکے جوار میں بھی رہنا پسند نہیں کرتا۔ پیر صاحب نے شرط بڑھائی نہیں بلکہ ایک ایسی تجویز پیش کی جس نے حضرت مرزا صاحب کی ساری شرطوں کو رد اور منسوخ کر دیا۔ خدا کیلئے سوچو تفسیر قرآن سے قبل مرزا صاحب اپنے دلائل پیش کریں پھر پیر صاحب کھڑے ہو کر ان کا رد کریں۔ بعد ازاں مولوی بٹالوی صاحب اور ٹونکی صاحب مرزا صاحب کے خلاف اور پیر صاحب کے موافق شہادت دیں اور پھر مرزا صاحب پیر صاحب کی بیعت کر لیں۔ میں پھر کہتا ہوں سوچو کہ وہ اصل بات تفسیر نویسی کی کہاں رہی۔ کیا اسمیں کوئی شک باقی رہ سکتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب اپنے عجیب علمی اور نظری دلائل بیان فرماتے اور پیر صاحب انکی کاوش ہو ہو کے رد کرتے تو عوام کالانعام اور اُنکے بے شمار مولوی طبیعت والے متعلقین اور سبھی جذبات سے لبریز خدام پیر کی کافی سمجھکر اُسکی تائید نہ کرتے اور بعد ازاں مسلم و معقول معاند مولوی بٹالوی صاحب اور دوسرے صاحب الاتحب علی بل ببغض معاد یہ پیر صاحب کے حق میں ڈگری نہ کرتے۔ سوچو اور خدا کیلئے سوچو کہ حضرت اقدس کے دلائل شمس نصف النہار سے بھی زیادہ روشن اور مشہور ہیں۔ پردہ نشین عورتوں تک وہ پاک اور آسمانی باتیں پہونچ چکی ہیں۔ ان لوگوں نے اس سے پہلے کیا فائدہ انہی اٹھایا ہے جو اسوقت اُنہی کے تکرار سے پھر اُٹھاتے۔ کیا انکی قوت غضبی کا اشتعال کچھ بھی ابتک فرو ہو چکا تھا۔ اسوقت تک [illegible] خط ناگفتنی اور ناشنیدنی گالیوں سے بھرے ہوئے حضرت مرزا صاحب کی طرف آرہے تھے۔ خدا کیلئے کوئی تو بتاؤ اور خدا لگتی کہو کہ کیا پیر صاحب نے یہ راہ مخلوق خدا کی بہتری کی سوچی اور کیا یہ احق فہمی حق کی سوجھی اور کیا اُنھوں نے سادگی اور حق پسندی اور حق طلبی سے ایک اور شرط بڑھائی۔

حق و باطل میں شبہ ڈالنے کی ایک راہ نکالی۔ جب مرزا صاحب کی دلائل کا پیر صاحب کی طرف سے رد ہو چکا اور بے لوث مقدس گواہوں کی گواہی فیصلہ پیر صاحب کے حق میں دیچکی اور مرزا صاحب وہیں بیعت کر لیتے تو پھر کیا تفسیر قرآن بیعت ہو کر اور مرید بنکر لکھتے۔ اسمیں دو ایک باتیں ہی تنقیح طلب ہیں۔ پھر راہ لگا دینے کیلئے راہ صاف نکل آتی ہے۔ کیا پیر صاحب نے اسے منظور کیا یا کسی پیچ کے ساتھ بھی منظور کر لیا اور کیا درحقیقت پیر [illegible] جرات [illegible] واقع ہوئی ہے اور جو نظری امور یعنی مباحثوں اور تکراروں سے فیصل ہو نہیں سکتے وہ طریق فیصلہ کا جو حضرت مرزا صاحب نے پیش کیا اعلیٰ درجہ کا طریق اور کتاب اللہ کے منطوق کے موافق طریق ہے یا نہیں۔ اور کیا اس طریق سے جو بسبب خرق عادت اور کرامت نمایاں ہونیکے بدیہی طریق اور واضح الہام ہو جاتا اور کوئی بہتر طریق ہو سکتا ہے۔ پیر مہر علی شاہ صاحب کی حجت بازی کیا راستبازوں اور راست کیشوں کی اطمینان قلب کی موجب ہو سکتی ہے۔ میں سمجھ نہیں سکتا کہ کوئی سلیم الفطرت [illegible] صاف نتیجہ نہیں نکال سکتا کہ پیر مہر علی شاہ صاحب نے خدا تعالیٰ کی قوت و قدرت پر اعتماد نہ کر کے اور اپنے حریف کی قوت و شوکت سے مرعوب ہو کر اس دعوت کے قبول کرنے سے گریز کیا مگر افسوس ایسی باریک چادر میں اپنا شر مستا (?) اور چھپانا چاہا جسکے اندر سے انکی انقباض کا نفسانیہ ہر ایک ناظر کو صاف صاف نظر آگئے۔ کون دانشمند سمجھ نہیں سکتا کہ کتاب اللہ کے پر معارف تفسیر عربی زبان میں لکھنا انکو موت احمر نظر آئی جس سے بھاگ کر انھوں نے پہولس کی شکیوں میں پناہ لی۔ افسوس پیر صاحب نے اس دنیا کی شرمساری اور پردہ دری ہی بہت سمجھ لی (?) اور جاہ دنیا کی تلاش اور ابنائے دنیا کے خوف نے انکیں پردہ کی اوٹ سے باہر نکالنے دیا مگر اس ہولناک یوم کا ڈر کا دلکو نہ لگا جبدن باطن کا باطن بھی طشت از بام کیا جاویگا [illegible] یہ پیدا آید آنگہ کس یاز ماند۔ جب انکا دل احساس کرتا تھا اور ضمیر پورے شعور سے متنبہ ہے (?) انہیں چلا چلا کر کہتا تھا کہ قرآن کریم سمجھنے اور لکھنے میں تمہیں شرف باریابی حاصل نہیں اور یہ کام درحقیقت مطہروں۔ آسمانیوں انبیاء علیہم السلام کے ظلوں کا ہے اور پیر صاحب ایک شخص کو ایسا دعوی

(پیر مہر علی شاہ صاحب [illegible])

کرتے اور ہر روز تحدی کرتے دیکھ چکے تھے اور
ایک تحدی ہی انکے لئے اگر وہ صاحب قلب ہوتے
تو کافی آگاہ کرنیوالی دلیل تھی تحدی کرنیوالے کی
فوق العادہ دعویٰ اور قدرت نمائی پر۔ اسلئے
کہ وہ اپنے اندر جھانک کر اپنی جیب کو اس گراں
قدر نقد سے خالی پاتے تھے اور اسی واسطے انھوں نے
تفسیر کو ٹالدینے کیلئے حیلہ جوئی پر آمادگی
کیا۔ غرض جب پیر صاحب خوب جانتے تھے کہ وہ اس
میدان کے مرد نہیں تو کیوں گذشتہ راستبازوں
کیطرح صاف صاف اپنے عجز کا اقرار نہ کرلیا۔ کہ
اعتراف عجز انکی شان کو بڑھاتا مگر افسوس
انھوں نے روباہ بازی اختیار کی اور اپنے نکلنے
کے لئے ایک اور چور سوراخ نکال لی۔ کاش
وہ چور سوراخ ہوتی۔ اب میں پھر امرتسری
صاحب سے پوچھتا ہوں کہ کیا پیر صاحب نے حضرت
مرزا صاحب کی شرط تفسیر نویسی کو منظور کرلیا
تھا اور بقول آپکے صرف ایک شرط اور بڑھائی
تھی سوچو اور خدا کے لئے سوچو۔

ان سب باتوں کے بعد جو میں بیان کرچکا ہوں ایک
دانشمند بڑی آسانی سے اس نتیجہ پر پہنچ جاتا ہے کہ
حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا نشان
اللہ ثابت ہوگیا۔ اور انکی تحدی نے جسکا مقابلہ
کرکے اسے توڑا نہیں گیا صاف ثابت کردیا کہ وہ مطلب
جو وہ آسمانی ہیں اور قرآن کریم کے معارف کے
بیان کرنے میں جو خدا تعالیٰ کا حریم قدس ہے وہ
لانظیر اور یگانہ ہیں۔ ایکبات ثابت ہوگئی۔ دوسری
بات اس سے بھی زیادہ زبردست بات جو علم غیب کی
شوکت اپنے اندر رکھتی تھی اسکے ساتھ وہ بھی نصف النہار
روشن کیطرح پوری ہوگئی۔ اور وہ یہ ہے کہ حضرت
مرزا صاحب نے تفسیر نویسی کی دعوت میں مقابلہ کو
بھی کیا تھا کہ پیر صاحب میرے مقابل ہرگز قادر نہ ہونگے
آپکے الفاظ یہ ہیں "میں مکرر کہتا ہوں کہ میرا
غالب رہنا اسی صورت میں متصور ہوگا جبکہ مہر علی
شاہ صاحب بجز ایک ذلیل اور قابل شرم اور رکیک
عبارت اور لغو تحریر کے کچھ بھی نہ لکھ سکیں اور
ایسی تحریر کریں جسپر اہل علم تھوکیں اور نفرین کریں
کیونکہ میں نے خدا سے یہی دعا کی ہے کہ وہ ایسا ہی
کرے اور میں جانتا ہوں کہ وہ ایسا ہی کریگا
اور اگر پیر مہر علی شاہ صاحب بھی اپنے تئیں جانتے ہیں
کہ وہ مومن اور مستجاب الدعوات ہیں تو وہ بھی
ایسی ہی دعا کریں"۔ ایسی صاف اور کھلی بات
کی نسبت قوی امید کی جاسکتی تھی کہ بہت سے

کردیں اسکے مقابل صرف کے نسخہ جھک جائینگی اور
اس روشنی سے ایک مرد خدا کا پتہ لوگوں کو لگ جائیگا۔
امرتسری صاحب ظاہر کرتے ہیں کہ بہتوں پرستی لوگوں کا
پیچھا چھوڑنے میں نہیں آتی۔ امرتسری صاحب لکھتے ہیں
کہ پیشگوئی غلط تھی۔ اسکی دلیل وہ یہ دیتے ہیں کہ تفسیر
لکھنے کا اور قبول دعا کا تو موقعہ ہی نہیں اور استہزا
سے فرماتے ہیں کہ کیوں علم الغیب خدا نے تفسیر صاف
بتا نہ دیا کہ تفسیر نویسی کی نوبت ہی نہیں آویگی
اور کیسا خدا ہے کہ وعدہ تو یہ کیا کہ مرزا صاحب تفسیر لکھ
لیں گے اور پیر صاحب کا ذہن سادہ کا سادہ رہ جائیگا
اور خلاف وعدہ مرزا صاحب کو وقت پر قادیان میں رکھ
رکھا۔ افسوس یہ لوگ خدا تعالیٰ کی سنتوں اور انبیاء
علیہم السلام کے سوانحوں سے کسقدر دور جا پڑے
ہیں۔ کوئی تیر اپنے ترکش سے نکالکر حضرت مرزا
صاحب کی طرف نہیں چلاتے جو سیدنا خاتم الانبیاء
علیہم الصلوۃ والسلام کے سینہ میں جاکر پیوست نہ
ہوجاتا ہو تاکہ ثابت ہوجائے کہ ظل اور اصل میں
پوری مناسبت اور اتحاد ہے۔ امرتسری صاحب کیا اسی
ضروری قرار دیتے ہیں کہ پیشگوئی اسی صورت میں
پوری ہوتی کہ پیر مہر شاہ صاحب مقابلہ کرتے
اور مقابلہ میں خزی اور خذلان انکو چاروں طرف سے
گھیر لیتا اور دیگر کوئی صورت پیشگوئی کے پورا ہونے کی
نہ تھی۔ بہت خوب تو بتاؤ کہ فَأْتُوا بِسُورَةٍ
مِّن مِّثْلِهِ - وَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَن تَفْعَلُوا
الآیہ اور قُل لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنسُ وَالْجِنُّ
عَلَىٰ أَن يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ
بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا
یہ زبردست تحدیاں پیشگوئی کے رنگ میں ہیں یا نہیں
اور یہ پھر پوری ہوئیں یا نہیں۔ کیا
کسی تاریخ اور حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ کوئی کتاب
عرب کے فصحا قرآن کے مقابل بنا کر لائے۔ کیا کبھی
جن وانس کی کمیٹی کہیں بیٹھی اور وہ اجتماعی کوشش
اور طاقت سے قرآن کے مقابل کوئی سورت تیار کرکے
لائے اور بالآخر مقابلہ اور موازنہ سے واضح ہوا
کہ قرآن خدا کا کلام ہے۔ یاد رکھو مقابلہ کرکے
ذلیل اور رسوا ہونا یا خود مقابلہ ہی میں نہ آکر دامن
جبین مردی کو بٹہ لگانا ایک ہی بات ہے۔ ان
دونوں میں ذرا بھی فرق نہیں۔ مردی اور حمیت
اور ناک بہر صورت اسکی مقتضی ہوتی ہے کہ
حریف مقابل سے جو ہر طرح کی ہتک کر رہا ہے
مقابلہ کیا جاوے۔ باینہمہ صرف اسوجہ اگر شکست اور
خذلان کی دلیل نہیں تو اور کسکی ہے۔

مباہلہ کا واقعہ بڑا عظیم الشان واقعہ ہے اور اس
بات کی قوی سے قوی دلیل ہے کہ حضور رسول کریم
صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی حقیت اور
منجانب اللہ ہونے کا کسقدر وثوق یقین اور
کامل شعور تھا اور آخر کار نصرانیت کے مقابل
یہ فیصلہ بھی کامل دلیل ٹھہرایا جاتا کہ کونسا دین
منصور اور موید مذہب اور نصرانیت مخذول
طریق تھا اور اسکے حامیوں کو آسمان سے
کوئی لگاؤ نہ تھا۔ مگر کیا مباہلہ واقع ہوا کیا
ان نصرانیوں کا حق کی پرشوکت اور ہیبت گداز
تجلی سے مرعوب ہونا اور بھاگ چھوڑ دینا ہی
آخری فیصلہ اسلام کے حق میں ٹھہر نہیں گیا۔
اصل بات یہ ہے کہ امرتسری صاحب اور آپکے
مثیل وہم مشرب پیشگوئی کے سائنس سے
واقف نہیں۔ پیشگوئی جو ایک صادق علی
بصیرۃ مدعی کی طرف سے ہوتی ہے
اسکے منہ سے نکلتے ہی اپنے ساتھ ساتھ ایک
لشکر جرار ملائکہ اور سماوی طاقتوں کا لاتی ہے
اور ادھر ادھر اور آگے پیچھے سے ہر قسم کی
رکاوٹوں اور انسدادوں کو ہٹاتی ہوئی [illegible]
اور پامال کرتی ہوئی سیدھی اپنی غرض اور
ہدفوں پر جالگتی ہے۔ جسطرح بجلیاں
کو فنا کرتیں اور زہریلے مواد کو جلا دیتی ہیں
پیشگوئی کے الفاظ جنمیں رعد وبرق کی خبر
مرکب ہوتی ہے حریف کے مصنوعی زور اور قوت
قلبی کو کچل ڈالتے ہیں۔ وہ جو پہلے اپنی قوم میں
مرد کہلاتا اور لاف وطامات میں گردن بلند
کرتا تھا اس ہیبت ناک گرج کے بعد بزدل
اور پورا نامرد بنجاتا ہے اور وہ جو اپنے حلقہ
میں بڑا لسان منطیق اور [illegible] کہلاتا
تھا اسکی تو تیز تلوار کی طرح چلنے والی
زبان میں سینکڑوں پیچ پڑجاتے ہیں۔ یہی
وجہ ہے کہ ان قرآنی تحدیوں کا اگرچہ مقابلہ
نہیں کیا گیا اور ممکن ہے کہ ان میں اکثر ایسے
منصوبے کئے گئے ہوں اور رسالت کے
دعوی کو توڑنے کی انتھک کوشش کی ہو اور
ممکن ہے کہ تلملائے ہوکر دشمنوں کے
دلوں میں گذشتہ ذلتوں اور نامرادیوں کا
انتقام لینے کیلئے اب بھی آگ اندر ترپتی
ہوں مگر باینہمہ یہ تحدیاں اسلام کی صداقت
پر بڑی قاطعہ اور ساطعہ شہادتیں ہیں۔
اسی طرح اور ٹھیک اسیطرح حضرت مرزا صاحب نے

تفسیر نویسی کی دعوت کی ساتھ یہ بھی فیصل
یہ تحدی بھی کردی کہ پیر مہر شاہ صاحب مقابلہ
نہیں کرسکیں گے اور سخت ذلت کی مار انپر
پڑے گی۔ حضرت مرزا صاحب بشریت
محض کے لحاظ سے ضعیف القویٰ اور مولود
العلم اللسان اور پیر کے پُر زور دقلابات
کے لحاظ سے ان لوگوں کیطرح محصور مجالس
ہیں۔ یہ شوکت اور صولت جو آپکے الفاظ میں ہے
اور یہ غیب کی پر سطوت آواز جو آپکے منہ سے
نکلی ہے اگر کسی واسع علیم اور قادر مطلق کی
اور بہ متصرف ہستی کی آواز اور الفاظ نہیں
تو کیوں عادتاً ان سے اسی جنس کے رعب اور
زلزلہ کی بارش برس رہی ہے جیسے اس قسم کی
تحدی کرنے والوں کی زبان و الفاظ سے
واقع ہوتی رہی ہے اور کیوں اس آواز نے
آتشیں گولے کیطرح حریف کا کام تمام کر دیا
اور حرکت مذبوحی تک بھی تو اس سے ظاہر
نہ ہو گی۔ اس موقعہ پر تو ایک مشہور شیخ
اور فری تھنکر بھی بچہ جانا اعتقاد بتانے
پڑ جاتا ہے کہ اس جنس کا ایک قسم جو کلام
قدامت سے چلی آتی اور اسی قسم کی کیسا
الفاظ بولتے اور ان تحدیوں میں ہمارا زمانہ میں
یکساں اپنے حریفوں پر مستعد و مظفر ہوتی
رہی ہے اور حقیقت اس فوق العادہ قدرت
اور جلال کو ہمیشہ فاطر السماوات والارض کی ہستی
ملاقت بذات منسوب کرتی رہی ہے اور
کبھی بھی اسکے مخاطب انکی ان تحدیوں کے
مقابلہ سے عہدہ برآ نہیں ہوئے اور ہر
عصر میں ملل مختلف ملل و مذاہب کی
متفعل و مطرود ہوتے رہے ہیں غرض
اس قسم کی پر ہیبت قوم لاریب عالم انسانی
سطح سے بہت اونچی ہے اور انکا یقین وجود
کسی غیب الغیب وجود کی آشکار دلیل ہے
حاصل یہ کہ ایک دہریہ بھی کم سے کم ایسی
عظیم الشان دعووں کے سننے پر حیرت
میں ضرور پڑ جاتا ہے مگر مسلمانوں کی ذریت
کہلانے والے جن کے پاس نمونے موجود
ہیں اور ایسے امور کو کتاب اللہ کے وجود
میں تسلیم کرچکے ہیں۔ اس زمانہ کے برگشتہ بخت
اور اس وقت کے فضل و رحم حضرت مرزا صاحب
کی اس تحدی اور پیشگوئی سے انکار کرتے ہیں
اور ساتھ ہی دعویٰ کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ

یہ عادت ہی نہیں۔
میں پوچھتا ہوں کیا ان لات وعزیٰ کے
حامیوں کا فرض نہ تھا جنکے معبودوں اور جنکی
قدرت معبودوں کو ذلیل اور حصب جہنم
کہا گیا تھا اور انکے بطلان وخذلان کی
یہ دلیل پیش کی گئی تھی فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا
وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا
النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ
پھر میں پوچھتا ہوں کیا ان متکبر جبابرہ کا
فرض نہ تھا جنکو دل دکھا دینے والی تعریض
سے اور انکے جگر سے پار ہو جانے والے
نشتر آمیز الفاظ میں کہا گیا اِنْ هِیَ اِلَّآ
اَسْمَآءٌ سَمَّیْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ
مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ۔
ہاں کیا انکا بڑا بھاری فرض اور اہم ترین فرض
تھا کہ ہر راہ سے اگر اس تحدی کا مقابلہ کرتے
اور عابد و معبود دونوں کو بڑی عار و ننگ سے
بچا جاتے۔ اسیطرح اور ٹھیک اسی نمونہ
پر حضرت مرزا صاحب نے پیر مہر علی شاہ صاحب
صوفی ولی اللہ کے مقابل تحدی کی یعنی جیسے
فرقان حمید نے مشرکان عرب کو وَلَنْ تَفْعَلُوْا
کہا اسیطرح حضرت مرزا صاحب نے پیر مہر علی شاہ کو
وَلَنْ تَفْعَلُوْا کہا۔ لو کوئی مرد خدا ان دو میں
کوئی ذرا سا تفاوت بھی تو بتا دے۔ اور حضرت مرزا
صاحب کی پیشگوئی بھی اسیطرح حرفاً حرفاً پوری ہوئی
جسطرح قرآن کریم کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ انکی
دونوں پیشگوئیوں کے دونوں پر یکساں بلا
تفاوت موت کی سکوت اور صرف الوجہ کی موت
طاری ہوئی۔ بایں ہمہ کسقدر جرأت اور خدا
ناترسی سے کہا جاتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی
پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ یہ امر ہی ہم کو
اسکے ہم مشرب ہمارے منیر صاحب اور انکا ساتھ
ہی مہر شاہ کو ملزم نہیں کرتے اور تم سے اندھا
معتقد دست و گریباں ہو کر یہ سوال نہیں کرتے
کہ کیوں پیر مہر علیشاہ صاحب نے دعوت کو قبول
نہ کیا جس سے دو باتیں معاً ثابت ہو جاتیں
(۱) مستجاب الدعوات ہونا اور (۲)
کلام اللہ کے معارف و حقائق کا یگانہ
عارف اور اسلئے خدا تعالیٰ کا مقرب خاص
ہونا۔ کیوں پہلے کٹ حجت اور بات کو
ٹال دینے والے مولویوں کی طرح پیر صاحب نے
ایک صاف پاک بات کو بگاڑنے کے لئے

ایک نئی راہ نکالی۔ مولوی محمد حسین صاحب اور
انکے امثال باحثوں میں یا انکی روحانی شیخی
میں حضرت مرزا صاحب کے مقابل اسی ایچ پیچ
کرتے اور حیلہ و حوالہ میں کسقدر معذور بھی
تھے اسلئے کہ وہ آسمان کے فرزند نہ تھے
وہ تو زمین پر جھکے ہوئے اور آسمان سے کٹے
ہوئے اور خالص زمین کے حق دار تھے مگر
ولی اللہ پیر مہر شاہ صاحب کیوں ایسی باتوں
ٹال دیا جسے خدا کی کتاب مجید نے عباد الرحمن
اور عباد الشیطان میں فرق کا معیار ٹھہرایا ہے
حق تو یہ تھا کہ اگر حضرت مرزا صاحب کی کلام میں
ایچ پیچ اور ردہ شرطیں بھی ہوتیں مگر
کسی قرینہ سے سمجھ میں آسکتا کہ آپ کلام
اللہ کی تفسیر نویسی کو معیار حق و باطل ٹھہراتے
ہیں جب بھی پیر صاحب آگے بڑھ کر اسی کو پکڑتے
اور پیچھا ہی نہ چھوڑتے جب تک اس کا
سوا نہ لیتے اسلئے کہ خود انکے خدا تعالیٰ کا بتلایا
ہوا معیار تھا جسکے مقرب بنکر ارشاد کی
مسند پر وہ بیٹھے ہیں اور ساتھ ہی مخلوق
کو زمین کے تاریک گڑھوں سے نکال کر آسمان
کی طرف پہنچا رہے ہیں۔ مگر یہاں تو معاملہ
اور واضح دعوت تھی اور منعقد کتاب
باآسانی گرفتار ہو سکتا تھا پھر کس بات نے پیر
صاحب کو مجبور کیا کہ انھوں نے ایک غیر متعلق
اور قطعاً بے محل بات پیدا کرکے اس میدان
میں آنے سے اپنے تئیں بچا لیا۔ اب بتاؤ
کیا پیشگوئی بڑی وضاحت کے ساتھ پوری
نہیں ہوئی اور بتاؤ کہ حضرت مرزا صاحب کی
پیشگوئی کا مخالف قرآن کی ویسی ہی
پیشگوئیوں سے امتیاز نہیں تو اور کیا ہے
حضرت مرزا صاحب کی عدم حاضری لاہور میں
پیر صاحب کے لئے دلیل معتبر تھی اور در حقیقت
اگر راستی انکی مساعد ہوتی تو مرزا صاحب کا
حضور و عدم حضور لاہور میں دونوں انکے لئے
کافی تھے۔ پیر صاحب کو بیاحثہ کے
بعد تفسیر قرآن کریم لکھنی ہی تھی۔ لفظی
باحثے ہی تو مرزا صاحب کے نہ آنے سے
ساقط ہو گیا۔ مانع ہوئی نہیں۔ ایک رنگ میں
اس قسم کی کارروائی تو پیر صاحب کر چکے ہوئے ہیں
جبکہ آپ نے شمس الہدایت حضرت مرزا صاحب کی
تردید میں شائع کیا۔ قیام لاہور کے ایام میں
پیر صاحب کو کیسا وسیع اور بے روک موقعہ تھا

کہ آپ قرآن کریم کے کسی حصہ کی تفسیر کرکے اپنی رطب اللسانی اور عرفان آلٰہی کا یقین ایک عالم کو دلا دیتے۔ تفسیر نویسی کو معیار ٹھیرانے پر استہزا کرنا اور امرتسری صاحب کا توجہ یا جلوہ زلف عنبریں اور چشم سرگین کو کافی دلیل پیر صاحب کے منجانب اللہ ہونے کی ٹھیرانا خدا کے کلام کے مقرر کئے ہوئے معیار کی بے حرمتی کرنا ہے یہ کسقدر غلط بات ہے کہ اولیاء اللہ تقریریں نہیں کیا کرتے وہ صرف توجہ سے کام لیا کرتے ہیں۔ امرتسری صاحب کو معلوم نہیں کہ بسا اوقات حضرت امام الاولین خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم دن دن بھر کھڑے ہو کر تقریر کرنے اور [illegible] پر کھڑے ہو کر لوگوں کو مخاطب کرتے حضرت ابوبکر۔ حضرت عمر۔ حضرت عثمان۔ حضرت علی۔ رضی اللہ عنہم اجمعین ان سب کا یہی طریق تھا کہ ہر قسم کے مشکلات کے حل کیلئے بڑی بڑی تقریریں کیا کرتے تھے تقریر تو اہل اسلام اور انبیاء اللہ کا خاصہ ہے جسمیں انکا غیر شریک نہیں چنانچہ خدا کی کتاب فرماتی ہے خلق الانسان علمہ البیان۔ یعنی انسان کامل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کرکے حسن تقریر کا آپکو معجزہ عطا فرمایا اور اس صفت میں آپکو سب عالم پر ممتاز کیا۔ اور اسلئے کہ یہ معجزہ بابو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ابدی اور زندہ معجزہ ہے اور زمانہ کے صفحوں پر قائم اور درخشاں ہے خدا تعالیٰ نے آخری زمانہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حقیقی بروز اور بعثت ثانی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ظلی طور پر وہی معجزہ عنایت کیا۔ آپ نے زمانہ کے فصحا و بلغا کو نثر اور نظم اور بیان حقائق و معارف قرآن میں دعوت کی۔ اور یہ دعوت اپنی ہی قوم تک مقصور نہیں رکھی بلکہ ان نصرانیوں کو بھی بلایا جو قرآن کریم پر نکتہ چینی کرتے ہیں اور آخر سب کو اسیطرح ساکت اور ملزم کیا جس طرح ولن تفعلوا کی پہلی آواز نے پہلوں کے منہ بند کر دئے تھے۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا پیر صاحب پہلی دفعہ بیجا شرط لگا کر اور دوسری دفعہ لاہور میں اتنے دن تک محض رہ کر حق بجانب ہیں اور انکی حمایت و دفاع میں کوئی حجت جو دیانت و امانت پر مبنی ہو کسی صورت میں بھی پیدا ہو سکتی ہے؟ - اسکا سچا اور منصفانہ جواب یہی ہے کہ وہ اس ساری کارروائی میں سرتاپا ملزم ہیں۔ اس حیلہ اور سکوت سے انھوں نے حق اللہ اور حق العباد دونوں کا خون کیا۔ اللہ تعالیٰ کا حق یہ تھا کہ وہ اپنے طریق سے خدا تعالیٰ کے کلام کے اس پُر عظمت اور علم غیب پر مشتمل معیار لا یمسہ الا المطھرون کی عزت اور تعظیم کرتے اور ایمانداری اور فراخ حوصلگی سے لوگوں کو موقعہ دیتے کہ وہ اس معیار کی ابدی صداقت کو دیکھ لیتے خواہ آخرکار نتیجہ متخاصمین سے کسی کے حق میں ہوتا۔ حق العباد پر انھوں نے یہ ظلم کیا کہ انکی امیدوں اور لمبی انتظاروں پر پانی پھیر دیا اب جسقدر لوگ انکی جنبہ داری کرتے ہیں کورانہ تقلید یا حضرت اقدس سے بغض رکھنے کے سبب کرتے ہیں۔ کوئی بین شہادت انکے ہاتھ میں نہیں جو مشعل کیطرح پیر صاحب کی روشنی صدق انھیں دکھا سکے۔ ایک عالم دشمن و دوست دیکھ چکا تجربہ کر چکا اور سن چکا کہ حضرت اقدس مرزا صاحب ان تمام امور میں [illegible] الناس ثابت ہو چکے ہیں اور بارہا ہو چکے ہیں جو انکے اسی بلند اور مقدس دعوے کے شایاں ہیں۔ لاہور میں منشی میراں بخش صاحب کی کوٹھی میں آپ ایک دفعہ کئی گھنٹہ تک معارف تقریر کر چکے ہیں اور حضار کو یقین لا چکے ہیں کہ خدا تعالیٰ کیطرف سے انکو قلم اور لسان دونوں یکساں ملے ہیں۔ جلسہ مذاہب میں آپکی تحریر تمام مضامین پر بالا رہی اور جب آپکی پیشگوئی کے جو ایک عرصہ قبل از انعقاد جلسہ کی گئی تھی بالا رہکر سب لوگوں کو سنوا کر رہی کہ انکا کلام لاریب آسمانی قدرت اور الٰہی طاقت اپنے اندر رکھتا ہے۔ انکی فصاحت و بلاغت سے لبالب کتابیں جو متواتر عربی زبان میں لکھی گئی ہیں علمائے بالمذاق کو عرب عرباء کا عہد سعادت مہد یاد دلاتی ہیں۔ چنانچہ جن دنوں تبلیغ لکھی ہے جسکا ترجمہ تبیین کیا تھا اسکی نسبت حیدر آباد دکن سے ایک نکتہ دان فاضل عرب نے لکھا کہ تبلیغ کو پڑھ کر مجھے ایسا [illegible] جسمیں آیا کہ سر کے بل رقص کرتا ہوا قادیان تک آؤں۔ غرض حضرت مرزا صاحب کی تحریر و تقریر دونوں قلوب پر لازوال سکہ بٹھا چکی ہیں اور تیغ سے تیز دشمن بھی اعتراف کر چکے ہیں کہ آپ واقعی سلطان القلم ہیں۔ اب میں پوچھتا ہوں کیا یہ ملاحظات تقاضا نہیں کرتے تھے کہ پیر صاحب اپنے دیبلے و مرشد کی تقریریں کرتے اور لوگوں کو یقین دلا دیتے کہ وہ واقعی اپنے کام اور کلام سے زمانہ کی ضروریات کو پورا کر سکنے والے اور ایک مشہور مدعی سے افضل و اعلیٰ ہیں اور وہ یگانہ خصوصیتیں جو اس مدعی کی مایہ ناز ہیں اور جنھیں ہاتھوں پر اٹھا کر وہ ایک عالم پر سربہا بات بلند کر رہا ہے پیر صاحب کی اس کارروائی سے مشترک اور آخرکار معمولی اور لغو ٹھیر جاتیں۔ سکوت پیر صاحب کا اسوقت قابل عذر تھا کہ نہ تقریر کیلئے کوئی اسوہ قرن اول اور سلف صالحین میں ہوتا اور نہ طبائع میں پرزور فطری میلان اسکی طرف ہوتا۔ بڑے بڑے خدا ترس درویشوں نے جنھوں نے دنیا میں اسلام کی تبلیغ کی خدا کی معارف کی تقریروں سے غیر قوموں کو شیدا و دلدادہ بنایا اور اُس مقدس وادی میں ابتک انکے زندہ آثار موجود ہیں۔ امرتسری صاحب کس عذر نا انصافی اور حق پوشی کی راہ سے کہتے ہیں کہ پیر صاحب نے توجہ سے کام لیا انکو تقریر کی حاجت ہی کیا تھی دراصل ہر ایک ذی فہم زیرک سمجھ سکتا ہے کہ وہ اس کچی دیوار کو بچانیوالی [illegible] کے مقابل اس عذر خام سے پشتہ لگا رہے ہیں مگر یاد رکھیں کہ سب طبائع انہی کے غبی مختصر نہیں کی گئیں بہت جلد زمانہ کے پر ظلام موجوں کے تھپیڑوں سے یہ پشتہ ٹوٹ جائیگا اور دیوار اور صاحب دیوار بنیان کے خوگر [illegible] موجوں کا طعمہ بنجائیں گے۔

اب میں امرتسری صاحب کی خدمت میں ایک دفعہ عرض کرتا ہوں۔ اگر وہ واقعی حق طلب ہیں اور تعصب کا جن انکے سر پر سوار نہیں تو ایمانداری سے اسکا جواب دیجئے اور کوئی بہانہ نہیں کرینگے خواہ انھیں ضد و تعصب سے ہی [illegible] طرف چھوڑنی ہی پڑے۔ سنئیے لاہور میں عام لوگوں نے بلکہ خود پیر صاحب کے مخلص مریدوں نے بار بار اصرار اور الحاح سے انکی خدمت میں گذارش کی کہ آپ تقریر کریں اور اس مجمع کو داد موقعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دیں مگر پیر صاحب نے نہ مانا۔ منشی نظام الدین صاحب فنانشل سکرٹری انجمن حمایت اسلام۔

منشی اللہ بخش صاحب - غلام محمد صاحب مرغیہ میں پیر صاحب حکیم محمد یسین صاحب - ان لوگوں نے جو بعض عہدوں پر ممتاز اور معزز صاحب فہم ہیں منشی غلام محمد صاحب مرغیہ کی معرفت تحریری عرضی پیر صاحب کی خدمت میں بھیجی - ملک محمد دین کتب فروش نے پیر صاحب کی طرف سے جواب لکھا کہ ان سب لوگوں کو لیکر حاضر ہو جاؤ پیر صاحب سب کی تسلی کر دینگے - سائلین اس نامراد اور قطعی بے معنی جواب سے مایوس ہو گئے مگر منشی نظام الدین صاحب پیر صاحب کے پاس گئے - اور بڑی شد و مد سے ظاہر کیا کہ آپکو پبلک جلسہ کر کے ضرور تقریر کرنی چاہئے اور مصلحت اور تائید دین اس امر کی مقتضی ہے کہ آپ ضرور کچھ فرمائیں اور اس جلسہ کے اخراجات کے متکفل ہم ہونگے مگر باوجود اسکے پیر صاحب نے ایک ہی کلا زبان بندی کا نشان پر جاری رکھا اور فرمایا میری آواز دھیمی ہے میں منبر پر کھڑا ہو کر تقریر کرنیکے قابل نہیں - اسپر بھی لوگ اصرار کرتے رہے اور آپکے حاضرین مریدان کرنیوالوں سے دل و زبان سے حلف تھے - پھر شاہی مسجد میں بھی پیر صاحب کے آگے لوگوں نے ہاتھ جوڑے مگر آپنے نقاب سے منہ باہر کرنا گوارا نہ کیا [illegible] شعور انکو یقین دلاتا تھا کہ سخن گفت و دشمن بدانست و دوست - کہ در مغز داں ترا نذی ہم اوست -

اب میں امرتسری صاحب سے اگر کچھ بھی دیانت ان میں ہے پوچھتا ہوں کہ کیا لوگوں نے توجہ پر اکتفا کیا اور انکی روحوں میں وہ سچا میلان تقریر سننے کا پیدا نہ ہوا جو مقتضا قانون فطرت انسان کے اندر ودیعت کیا گیا ہے سچ یہ بات کہ ایسی نامرادی اور خذلان اور صاف فرار دیکھکر اور الٰہی سنتوں سے قطعاً بہرہ پا کر بھی کیونکر لوگ پیر صاحب کے پیچھے چلتے رہے اور بعض لوگ ابتک انکا ساتھ دے رہے ہیں - یہ بات خدا تعالیٰ کے سنن اور ابتلاؤں اور امتحانوں کے اسرار سے ہے اسلئے کہ ایک خوفناک نار ہستی کا حامی اور حق کا مؤید دونوں آزمائے جائیں اور آخر راستی سے طبعاً بغض رکھنے والے کسی دلیل و بینہ کے اپنی کجی فطرت کے سبب [illegible] ہو جائیں یاد رکھو تھوڑے عرصہ تک بغض و تعصب کی گھٹا محیط رہ کر لوگوں کو قمر اسلام کے دیکھنے سے روکتی ہے مگر آخر مقتضی [illegible] جو صاف ہو جاویگا اور راستی اپنی چمکی آب و تاب کے ساتھ نکل آویگی - امرتسری صاحب خوب غور کریں اور ایک جہان بفضل خدا عنقریب سمجھ لے گا کہ حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی کہ وہ ہرگز مقابل کچھ بھی نہ لکھ سکیگا بڑی صفائی سے پوری ہوگئی - اور لاہور میں رہکر انکا اخرس ابکم ہو جانا [illegible] کے ان کے منہ پر مہر لگنے کی وجہ سے تھا جس نے

برگزیدہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنا جلال ظاہر کرنیکے لئے یہ پیشگوئی کر دی تھی کہ پیر صاحب جی کے مقابل کچھ بھی نہ لکھ سکے گا - خدا تعالیٰ نے ہمیشہ اپنی مستمرہ سنت اسیطرح دکھائی ہے کہ انبیاء کی تحدیوں کے مقابل معاندین کے منہ پھیر دیئے ہیں اور باوجود طرح طرح کی تحریکات کے ان کے مقامع دیکھو انکو کس لیا کہ برگزیدہ کے سامنے انکی آنکھیں حرکت ہی نہ رکھیں اسلئے کہ روبرو ہو کر بھی ضروری تھا کہ وہ بیلاگر دشمن ذلیل و رسوا ہوتے مگر دار الامتحان اور دار ایمان بالغیب علانیہ دار الشہود بنجاتا اور بھولے بھالے دانشمند شناخت کرنیوالوں اور بہائم فطرت علام میں تسلیم و اعتراف امور حق کی کوئی مابہ الامتیاز نہ رہتا قرآن کریم سے اور گذشتہ انبیاء کی سنن سے ایسا ہی پایا جاتا ہے اب بتاؤ کیا اس سے زیادہ ضروری نہ تھا کہ حضرت اقدس امام الزمان مرزا صاحب کی پیشگوئی اسطرح پوری ہوتی سو وہ خدا کے فضل سے پوری ہوئی اور ہر طرح پوری ہوئی -

میں اس مقام تک پہونچا تھا جو چودھویں صدی کا پرچہ ۱۵ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء مجھے ملا - مضمون " مرزا قادیانی اور حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب " پڑھکر مجھے وہی تعجب اور [illegible] ہوا جو ان معتدی مخالفوں کی تحریروں سے ہوا کرتا ہے جو اسلام اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات اور خوبیوں پر حملہ کرنیکی غرض سے شائع ہوتی رہتی ہیں - مجھے دلی تاسف اور جاں گزا اندوہ سے اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ میں گجرات کے مدرس کی نظر میں اور [illegible] کلکتہ کے اڈیٹر کی فطرت میں کچھ بھی تفریق نہ کر سکا - مجھے جب سے خدا تعالیٰ کی کتاب مجید کو سمجھنے اور جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود کی ضرورت اور آپکی کارگذاریوں کے سمجھنے کا ملکہ بخشا گیا ہے سخت افسوس اور دلی رنج ہوا کرتا ہے میں لا انصاف ظالم اور معتدی پایا انکی معترضوں کو جو قرآن کریم کی تعلیم اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر نکتہ چینی کرتے ہیں - میں ان نکتہ چینیوں میں ہمیشہ دو صاف ظلم پاتا ہوں (۱) عمداً اخفاء حق کرنا اور (۲) جہالت کا رسوائی کرنا - پہلی شق کی توضیح ہے کہ مخالفوں نے ہمارے نبی کریم صلعم کی لائف پر اور قرآن حمید کی اس تعلیم پر اعتراض کئے ہیں انکو شد و مد سے کئے ہیں جو کسی مسلمہ معتبر کتاب سے نہیں ہیں اور ان صحیفوں کے لانے والوں کی پاک زندگی کا طریق لگی ہی - اور وہ طرز زندگی انکی زیر زندگی اور قابل فخر زندگی تھی جسپر قدم مار کر آسمانی نصرتیں اور خدا تعالیٰ

کی تائیدیں انکے شامل حال ہوئیں اور انکے دعووں کے نہ ماننے والے اور ان سے مقابلہ کرنیوالے کاٹ [illegible] اور وہ وہ تعلیم اور وہ طریق عمل ہے جسکی تائید میں قانون قدرت میں صاف صاف شہادتیں پائی جاتی ہیں دوسرا ظلم یہ ہے کہ وہ ان حقیقی راہوں سے واقفیت پیدا کرنا چاہتے ہی نہیں یا سادگی سے ناواقف ہیں جو قرآن کریم کے حقائق معارف اور مہبط قرآن کی ذات کے شناخت کیلئے ازبس ضروری ہیں - یہی حال اس گجراتی مدرس معترض کا ہے جو انقلاب قسمت یا شقاوۃ ازل کے دباؤ سے گجرات کو تاریک کی شکل میں مقلوب کر گیا ہے میں بہروپ کا پردہ فاش کرنا نہیں چاہتا - میں بہت خوش ہوتا اگر اسکے اعتراضوں میں کچھ بھی بو انصاف اور خدا ترسی کی آتی - میں ایک شخص ہوں جو خدا کیلئے اور خدا میں ہو کر اقرار کرتا ہوں کہ میں محض راستی کی محبت اور ابتغاء وجہ اللہ کی غرض سے حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں بیٹھا ہوا ہوں اور میری روح مجھے یقین دلاتی ہے کہ میں اس دعوی میں علی وجہ البصیرت صادق ہوں کہ اگر مجھے بیت اللہ میں کسی عظیم الشان مجمع کے روبرو کھڑا کر کے رب العرش عظیم کی ہیبت ناک قسم دلائی جاوے تو بھی میں علیٰ الاعلان یہی کہونگا کہ مجھے دس برس کے رات دن کے تجربہ اور مشاہدہ اور گہری نظر اور بیرونی واقفیت نے حضرت مرزا صاحب کو ویسا ہی صادق سمجھا ہے جیسے [illegible] اور جس تجربے اور آپکی گفتار و کردار کے مشاہدے سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صادق اور رسول اللہ یقین کیا اور سمجھا اور پھر اس استقامت میں ذرا بھی تزلزل نہ آیا - شروع دعوی میں کوئی نشان نہ تھا - کوئی حیرت میں ڈالنے والی تعلیم نہ تھی - اور عقل و فطرت کو سجدہ کرا دینے والی قرآن عظیم کی کوئی پر فصاحت سورہ نازل ہو چکی اور ہر طرح تیاری نہ تھی جب راہ ہی میں سنکر امام الصادقین والصدیقین رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تصدیق کر لی تھی اس راز کی کلید بجز اسکے اور کیا ہے کہ ابوبکر صدیق کو سالہا سال کی صحبت کے سبب سے حضرت نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی راستی صدق و حق کی سمجھ میں آچکی تھی - اسیطرح میں نے بھی ہر ایک کے مینے خلا ملا میں گفتار میں کردار میں تحریر میں تقریر میں غرض ہر حال میں دس برس کے دراز اور گہرے تجربہ سے حضرت مرزا صاحب کو صادق اور مستحق ان دعووں کا پایا جو وہ کرتے ہیں اور محض اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کیلئے انکی خدمت میں بیٹھا ہوں - پھر میں کہتا ہوں کہ میں ہر بات کو خدا کیلئے سنتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کیلئے نکتہ چینیوں کے اعتراض پر غور کرتا ہوں اور کوئی تعصب مجھے مجبور نہیں کرتا کہ میں باہر کی آواز کی طرف سے کان کر دوں - مگر افسوس ہر ایک مستعجل معترض ہیں عادت [illegible] یقین اور بصیرت کی [illegible]

نوٹ: چودھویں صدی کے جواب میں جو حصہ ہے [illegible] اور تاریکی و ظلمت زمانہ کے فرزند کیلئے نور ہے - ایڈیٹر

نمایاں ترقی کرتا ہوں کہ لاریب حضرت مرزا غلام احمد قادیانی وہی مسیح اور مہدی ہیں جو خدا تعالیٰ کے کل راستبازوں کی زبان پر اور آخری زمانہ میں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر موعود ہوئے ہیں۔

افسوس ظلم اور اعتساف ہیں اس معترض کو اگر گذشتہ بزرگوں سے جو اس نادر قوت میں زندہ نشان چھوڑ گئے ہیں بہت بڑھ کر پیش پایا ہے۔ خدا ترسی اور تقویٰ اس امر کو چاہتا تھا کہ اعتراض کرنے سے پہلے معترض دھیان کرتے کہ انکے یہی چھوڑے ہوئے تیر کہیں قرآن کے نازک ورقوں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ کو تو نہ چھید ڈالیں گے۔ اور حق تھا کہ کچھ عرصہ تو ایسے شخص کی صحبت میں رہکر حسن ظن اور صبر سے اسکے حالات کو دیکھتے اور اسکے مختلف متعلقات سے اندازہ کرتے کہ اتنا بڑا دعویٰ یعنی زمانہ کا مجی و مصلح ہونا خدا تعالیٰ کا مرسل و مامور ہونا۔ حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں بروزوں محمد و احمد کا جامع اور محل ہونا۔ آدم کہلانا۔ نوح کہلانا۔ ابراہیم کہلانا۔ موسیٰ کہلانا یوسف کہلانا۔ عیسیٰ کہلانا۔ اور بالآخر محمد و احمد کہلانا۔ غرض اتنا بڑا دعویٰ کیا ایک اہل دل خدا ترس کے کان میں پڑکر کم سے کم اُسے توقف کرنیکا اور دنیا نہ سہی مگر غور کرنے پر بھی آمادہ نہیں کرتا؟

پھر تیس سال کی پوری استقامت کے ساتھ جسمیں زمانہ کے اقسام اقسام کے انقلابات اور طرح طرح کی تبدیلیاں دیکھیں ذرا بھی جنبش نہیں آئی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح آفتاب و ماہتاب کا انکے دائیں بائیں ہاتھ میں رکھا جانا اس پر زور آور کو ایک لحظہ کیلئے بھی پست نہیں کر سکا۔ بیشمار کتابیں عربی میں فارسی میں اردو میں انگریزی میں اور ہزارہا اشتہارات دعوے اور دلائل پر لکھے گئے۔ دنیا کے سلاطین کو۔ قیصر ہند کو۔ نواب و رئیسوں کو۔ ہر مذہب و ملت کے ہر طبقہ کے لوگوں کو پوری قوت سے یہ دعوت پہنچائی گئی پھر تیس ہزار آدمیوں سے زیادہ کا اس دعوت کو قبول کرنا اور جان سے مال سے عزت سے آبرو سے انکی وہی نصرت اور حمایت و تائید کرنا جو صحابہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ظاہر کی بعض خدا شناس اور زندہ دل رکنوں کا شوق و شور دیکھ کر بالتعین دنیا اور نفس کا کیشت ہزاروں روپیہ نذر کر دینا اور سینکڑوں کا دامن بستہ رفیق حیات طیبہ رسانی کرتے رہنا۔ اور پھر فضلا اور علما اور زہاد اور اتقیا کا اس سلسلہ میں داخل ہونا بڑے بڑے اکابر و مشائخ کا تسلیم کرنا الغرض یہ سب نشان جو پہلے راستبازوں کی مانند نشان ہیں اور اسقدر بڑھ کر کیا حق نہیں رکھتا اور ایک طالب حق کے دل میں اتنا بھی میلان پیدا نہیں کر سکتا کہ وہ ایک عرصہ ایسے شخص کی صحبت میں رہنا اختیار کرے۔ خود دیکھے۔ خود پرکھے خود چکھے۔ اور شنید پر انحصار نہ رکھے۔

معترض نے (جس ظلم سے اپنا نام مبصر رکھا ہے) تمہید میں ایمان اور صبر کے خلاف یہ ظاہر کیا ہے کہ ہم دونوں بزرگوں میں سے نہ کسی کے مرید ہیں نہ کسی کے طرفدار کہ ہم اس بارے میں کچھ لکھنے کی کوشش کرتے اب دوستوں کے مجبور کرنے پر چند کلمات جو ہمارے نزدیک راست ہیں بطور رائے پبلک کے سامنے پیش کرتے ہیں (یہ اوپر کے خط میں کھینچے ہوئے ہیں اسلئے کہ خدا ترس دانشمند غور کریں کہ دو ورقی میں معترض نے ان باتوں کا اپنے مضمون میں کہاں تک پاس کیا ہے) مگر ان دو چار سطروں کے بعد فوراً قلبی عناد اور بغض اور حسد کی وہ زہر اگلی ہے جو صاف صاف بتاتی ہے کہ ایک دیرینہ حاسد کی تحریر ہے جو مدتوں سے کڑھتا اور دکھتا اور سر دھنتا اور اس پاک سلسلہ کی ترقی اور عظمت کو دیکھ دیکھ کر ماہ کے مہلک روگ میں گرفتار ہے اور بارہا اس سے پہلے اس پرچہ میں اپنی اندرونی زہر کو اگل چکا ہے اور اب بھی مقتضائے طبیعت کی وجہ سے سلسلہ اشاعت کے واقعہ کو ایک تقریب بنا کر دل کی بھڑاس نکالنے کا موقعہ پایا ہے

نارجک صاحب سنیئے اور متوجہ ہو کر سنیئے سعی صفائی بیان اور توضیح مطلب کیلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قول اقول میں اس مضمون کو تقسیم کیا جائے۔

قولہ مرزا صاحب کی مالی حالت جو ابتدا میں سنی جاتی تھی اور جس افلاس میں وہ جکڑے ہوئے تھے وہ اکثر احباب اسلام سے پوشیدہ نہیں۔

اقول مرزا صاحب ابتدا میں اسیطرح مال و زر کے لحاظ سے ناتوان اور مسکین تھے جسطرح عبداللہ کا بیٹا اور آمنہ کا بیٹا تھا (صلی اللہ علیہ وسلم) جسکی نسبت آپ اسیسے بزرگ قرآن شہادت دیتا ہے **ووجدک عائلا فاغنی** اب بتائیے اس سے مرزا صاحب کی کونسی کسر شان ہے جو آئندہ دعویٰ کی ہتک لازم آئی۔ کیا ضروری نہیں کہ خدا تعالیٰ کا ہر ایک برگزیدہ ابتدا میں پورا ضعیف ناتوان ہو اور اس ناتوانی کی حالت میں آئندہ آنیوالی عظیم الشان حالت کی نسبت پیشگوئیاں اُسکے منہ سے نکلیں اور رفتہ رفتہ پوری ہو کر خدا تعالیٰ کی ہستی کی علامت اور اُسکے منجانب اللہ ہونیکا نشان ٹھہریں گیا یہی سنت کے موافق خدا کے برگزیدہ مرزا غلام احمد قادیانی ایک زمانہ میں اپنے پہلے نمونوں کے نظیر پر مالی حالت میں سخت کمزور اور کس مپرس تھے یہی وجہ ہے خدا تعالیٰ کی طرف سے آپکو الہام ہوا **الیس اللہ بکاف عبدہ**۔ یہ الہام آج سے تیس سال کی مدت کا ہے پاک اور علوم غیب بلکہ حضرت مرزا صاحب کی آئندہ ساری زندگی پر مشتمل الہام اسوقت سے آپکی انگشتری میں کندہ ہے۔ اس الہام کو ابھی دنوں سے قادیان کے متعصب آریہ بھی گواہ اور [illegible] جانتے ہیں۔ اگر کوئی اور دلیل حضرت مرزا صاحب کے صدق پر نہ بھی ہوتی جب بھی یہ زور الہام کافی گواہ تھی۔ اس پیشگوئی نے اپنا کام کس حیرت انگیز طریق کیا اور اس لمبی رفتار میں کیا کیا کرشمے دکھائے۔ مجہول و متروک مرزا غلام احمد تو ہونیکے مرجع و مآب اولیا و ماوائے بنگئے۔ ہزاروں لاکھوں نے انھیں شناخت کیا اور بیشمار راستبازوں نے آپکو قبول کیا۔ تاجروں۔ ملازموں۔ حرفے والوں۔ اور زمانہ کے تعلیم یافتوں کے عدد کثیر نے اپنے اموال آپکے پاؤں میں لا کر اسیطرح رکھدیے جسطرح جیش العسرت کیوقت حضرت ذی النورین نے اپنا سب کچھ اپنے آقا کے حضور میں حاضر کر دیا تھا۔ براہین احمدیہ میں آج سے بیس سال کا یہ الہام موجود ہے **کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف**۔ اور **فحان ان تعان وتعرف بین الناس**۔ یعنی وقت آتا ہے کہ تیری مدد کی جائیگی اور تو لوگوں میں معروف ہوگا یعنی قوم تجھے شناخت کریگی۔ یہ الہامات اور اس قسم کے بہت الہامات جو **براہین احمدیہ** میں ہیں ایک دراز عرصہ کے بعد خدا تعالیٰ کی قوتوں اور قوت نمائیوں سے اس زمانہ میں اگر پورے ہوئے اسیطرح جسطرح مکی آیات کی پیشگوئیاں ایک دراز عرصہ کے بعد پوری ہوئی تھیں کوئی وجہ نہیں کہ قرآن کریم کی مکی اور مدنی آیات یا رسول کریم کی مکی اور مدنی زندگی کی تقسیم کی اسرار کو جاننے والے کیوں **براہین احمدیہ** کی نگاہ سے الھکون میں اسیطرح غور و تدبر نہ کریں جسطرح مکی آیتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آئندہ کی بلکہ قیامت تک کی زندگی کی پیشگوئیاں ہیں اور مدینہ میں جا کر ایکدم سے ان کے ظہور کا سلسلہ شروع ہوا اسیطرح براہین احمدیہ کے الہامات ہیں جو پوری مطابقت اور مشابہت سے خدا کے فضل سے پورے ہو رہے ہیں۔ میں تقویٰ شعار لوگوں کو متنبہ کرتا ہوں کہ براہین احمدیہ کو ضرور غور سے پڑھیں۔ جسکو تدبر اور روشنی میں پڑھیں جسطرح فرقان حمید کی مکی سورتوں کو پڑھتے ہیں اور دیکھتے جائیں کہ کسطرح وہ ساری باتیں کچھ تو پوری ہو چکی ہیں اور بعض کے پورا ہونیکی اسوقت بھی ہے اگر چند جلد باز عاقبت اندیش دنیا اور سنگبار کی

پرانی راہ پر چلکر قبول حق سے اعراض کر چکی ہیں تو اب وہ اس منہاج پر چلنے کیلئے خدا سے توفیق مانگیں۔ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ میں غور کرو اگر اس الہام نے ملہم کو وہی تسلی نہیں دی جو اننی معکما اسمع واریٰ نے حضرت موسیٰ اور ہارون کو دی تھی، اور اقرأ وربک الاکرم کہنے پر فتن دوریکے آغاز ہی میں جناب رسول کریم کو دی تھی تو پھر کس جرأت اور شوکت سے حضرت مرزا صاحب کو ترغیب دی کہ آپ نے معاً اس بشارت کو نگینہ میں کندہ کرالیا اور ان زمینوں کی انتظار میں رہے یہانتک کہ خدا کا وعدہ حرفاً حرفاً پورا ہوگیا۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے مہاجرین کے لفظ سے جس میں حضرت مرزا صاحب کو یہ تسلی دی کہ میں تیری ہانت کا جو وقتاً فوقتاً تجھے پیش آئیگی منکفل ہونگا اسکی ضمن میں یہ بھی بتایا کہ تیری جان اور آبرو اور مال پر بہت سے خطرناک حملے ہونگے اور میں تجھے اپنی الوہیت کے اقتدار سے بچاؤنگا۔ اُسیطرح جسطرح واللہ یعصمک من الناس نے حضرت نبی کریم کو تسلی دیکر قتل کی دھمکیوں کی خبر دیکر جو لوگوں کی طرف سے مقدر تھیں معاً حفظ و عصمت کی بشارت دی۔ اب اس پاک بشارت کے بعد کیا ضروری نہ تھا کہ حضرت مرزا صاحب غنی ہوجاتے اور اس زمانہ کی مکینت اور وقعت آپکے پاؤں میں جمع ہوتیں۔ راستی چاہتی تھی کہ آپ پہلے بے نوا اور نادار ہوتے اور پیچھا کہیں بعد خدا تعالیٰ کے تکفل سے غنی ہوجاتے سو ایسا ہی ہوا۔ افسوس اسپر ایک مسلمانوں کی ذریت کہلانیوالا اعتراض کرتا ہے کہ کیوں حضرت مرزا صاحب پہلے مالی حالت میں کمزور تھے۔ لیکن وہ یہ بتائے کہ کیا وہ ایمان لے آتا یا اقلاً اعتراض نہ کرتا اگر حضرت مرزا صاحب متمول با ثروت ہوتے۔ مگر قریب تھا کہ اُسوقت وہ چلا کر بول اُٹھتا کہ مرزا صاحب اپنی دولت اور جاہ اور متمول اور دنیوی شوکت کی اتباع سے نام نمودی کامیابی حاصل کر رہے ہیں جیسے وہ اسوقت تنگ ظرفی یا سنن انبیاء کی ناواقفیت سے خدام کی امداد سے مالدار ہو جانیکو آپکے سوء ظن کا نشانہ بنا ہے اُسوقت آپکا ذاتی متمول اسکے اعتراض کا ہدف بنتا۔ افسوس یہ ساری باتیں اسی سے پیدا ہوئی ہیں کہ قوم نے کتاب مجید کو پڑھنا چھوڑ دیا ہے اور منہاج نبوت سے سخت روگردانی کرلی ہے۔ کچھ تو ہو کیطرح آپس کے حسد اور بغض اور تعلی الحیر کے زہر ناک مادہ میں گرفتار ہیں۔ چنانچہ کل ہی حضرت مولوی نورالدین صاحب کی خدمت میں مولوی تلطف حسین دہلوی شاگرد خاص اور منظور نظر شیخ الکل نے الکل علی الکل نذیر حسین دہلوی کیطرف سے ایک خط لایا کہ دہلی میں فتنہ کی ایک آگ لگ رہی ہے اور نزاع دو دنگے ہو چکی ہے اور نزاع یہ ہے کہ آیا مردہ عورت کے سر پر جو چھپٹیوں کی بنایا جاتا ہے اور اس صورت میں قبرستان کی طرف لیجائی جاتی ہے یہ جائز ہے یا ناجائز۔ اور ہمارے مولوی صاحب سے اس مسئلہ میں استمداد کی ہے۔ اسی طرح بعض شہر و بعض آمین بالجہر اور رفع یدین اور قراءۃ خلف الامام کے جھگڑے ویسی مبتلا اور ستر الثوب تک نوبت لیجا رہے ہیں۔ اور کچھ صد و دیو کی طرح ایک غلط معض مقلد یورپ معتزلی ریفارمر کی پیروی کیجا خدا تعالیٰ کی شرائع۔ وحی۔ الہام۔ مکاشفہ۔ رؤیا۔ دعا۔ اور ان تمام امور حقہ سے منکر ہو گئے ہیں جو اسلام کا یگانہ خاصہ اور مایۂ ناز ہیں ایسی حالت میں کس طرح توقع نہ ہوتی کہ اُسطریق کا انکشاف کیا جائیگا جو اس آخر کے زمانہ میں اُسی منہاج نبوت پر قائم ہوا ہے فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

قولہ۔ مولوی محمد حسین بٹالوی نے قریب بیس اگر جو غضب ڈھایا چار متواتر آرٹیکل اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں لکھے جو نہایت طول طویل تھے اور جنمیں انہوں نے ناخنوں تک زور لگایا کہ یہ شخص اور ایسا ہی ہے بے شک ہے۔ قطعی۔ وغیرہ وغیرہ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا صاحب جو فرش زمین پر جوتیاں رگڑتے تھے عرش بریں کی سیر کرنے لگے۔

اقول اے دانشمند دیکھ تیری منطق تجھے کہاں لے جاتی اور تیرا ڈاہ تجھے کس کنوئیں میں جھکا رہا ہے مولوی محمد حسین کیا اور براہین احمدیہ پر اُسکا ریویو کیا اُس ریویو کو تو چند شخصوں کے سوا کسی نے آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ براہین احمدیہ اپنی جلالی خوبیوں اور ذاتی کمالات کے سبب زمانہ میں پھیلی اور اُس زمانہ سے ابتک ہندوستان کے دور دست کناروں سے اسکی طلب میں متواتر خطوط آتے ہیں۔ مولوی بٹالوی کی خوش قسمتی تھی کہ اُسے اس مبارک کتاب کا ایک ادنیٰ خادم بننے کا شرف حاصل ہوا تھا اور اُسکی بڑی خوش قسمتی ہوتی جو اپنی ہی مُنہ کی باتوں پر استقامت اختیار کرتا اور دنیا کی غرضیں عادتاً اُسے ٹیڑھی راہ پر نہ لیجاتیں۔ اگر مولوی محمد حسین نے پہلے قریب بیس اگر ریویو لکھا اور اس ریویو کی وجہ سے حضرت مرزا صاحب کی شہرت ہوئی تو کیا ہوا نہیں آگر اسی مولوی محمد حسین نے حضرت مرزا صاحب کی تکفیر اور تفسیق اور تذلیل میں کوئی کمی کی۔ اسی نے تکفیر کا فتویٰ شیخ الکل کے نام سے تیار کیا اور شیخ الکل کی بزرگی اور ربانی ہونے کی شہرت نے اُسکو یقین دلایا کہ اب زمانہ کے صفحہ سے اس پاک سلسلہ کا نام و نشان مٹا دیگا۔ اس تکبر اور نقدوں کے جوش میں آکر تکفیر کے فتویٰ میں یہ فتویٰ لکھا کہ دو برس ہی اس شخص کو اونچا کیا تھا اور میں ہی اب اسے گراؤنگا علاوہ اس نامہ اعمال کو سیاہ کرنا تو نہیں بلکہ وہ شہر بشہر پھرا اور قوم کے مشہور علماء نے اسپر اپنی طرف سے قوم کو بیزار کرنے والے الفاظ بھی لکھے اور مہریں بھی کیں کہ حضرت مرزا صاحب کے اصول اور تعلیمات کو ایسی بُری بُری صورت اور پیرایہ میں قوم کے آگے پیش کیا کہ ہندو کے کان بھی کترے گئے۔ اس فتویٰ تکفیر کی شہرت اس قدر ہوئی کہ ہندوستان اور پنجاب کا کوئی قطعہ ایسا نہ تھا جسمیں یہ جنجال آواز نہ پہنچی ہو اگر وہ گمنام اور بے سود ریویو حضرت مرزا صاحب کی عظمت اور شہرت کا باعث تھا تو ضروری تھا کہ اُسی مستقل آدمی کا فتویٰ تکفیر مرزا صاحب کے دعویٰ کا استیصال کر دیتا۔ جسقدر زور و شور سے حضرت مرزا صاحب کی تکفیر ہوئی ہے اور جسقدر قوت کے ساتھ آپکے تباہ کرنے کے منصوبے باندھے گئے ہیں مقدس تاریخ میں انکی کوئی نظیر پائی نہیں جاتی۔ یہی مولوی بٹالوی چلا چلا کر گورنمنٹ کو ہدایت کرتا رہا کہ یہ شخص یعنی حضرت مرزا صاحب گورنمنٹ کے حق میں بڑا خطرناک ہے اور اسکے دعوی پولیٹیکل سخت اندیشہ ناک ہیں اور یہ سلطنت کا دعویٰ کرتا ہے اور مرزا صاحب کی نسبت بد سگالیوں اور چالبازیوں میں بیکڑوں راتیں کو دن کر دیا مگر خدا تعالیٰ کی نگاہ کو ہوئے پیری ایک شان بی یہ تو رسی۔ اور یہ سب کچھ اسلیے ہوا کہ خدا تعالیٰ کے منہ کی باتیں پوری ہوں جو براہین احمدیہ میں ان لفظوں میں سالہا سال پہلے لکھی گئی تھیں تبت یدا ابی لھب وتب ماکان لہ ان یدخل فیھا الا خائفا۔ یعنی پر غضب اور مشتعل آدمی کے ہاتھ کٹ جائیں اور وہ ناکام ہوجائے اُسکے ہاتھوں نے کیسی بُری روائی کی کہ خدا کے مرسل اور جری پر تکفیر کا فتویٰ لگایا۔ اُسے مناسب یہ تھا کہ ڈرتا ڈرتا اس کام میں ہاتھ ڈالتا۔

اصل بات یہ ہے کہ یہ بدقسمت نیچری یا شیر طبیعت خدا تعالیٰ کو مہربالارادہ اور ہر آن میں فعلت کا سمّا نفقتہ متصرف اور اپنی مشیتوں اور ارادوں کے موافق ہر آنمیں قانون قدرت کو چلانیوالا نہیں مانتے۔ ہندوستان کے جاہل عقیدہ جوگیوں کی طرح خدا تعالیٰ کو اتفاق سے ایک مادہ پاکر اور اُسے جوڑ جاڑ کر عالم بنانیوالا اور پھر ہاتھ دھرکر معطل بیٹھ رہنے والا اور قانون قدرت کے تغیر سے کچھ بھی سروکار نہ رکھنے والا دیکھ سکنے والا یقین کرتے ہیں۔ یہ جنبیت مرض ایک عالم میں سرایت کر گیا ہے اور زمانہ کے رمانے سے اسکی آثار